سلسلة المنشورات
12
بسم اللہ الرحمن الرحیم
تصنیف
شیخ العرب والعجم علامہ ابو محمد بدیع الدین الراشدی
مع فتاوی
مفتی اعظم سعودی عرب علامہ شیخ عبدالعزیز بن باز
سلطان محمود
شرعی طلاق
طلاق
طلاق
طلاق

شرعی طلاق

تصنیف

شیخ العرب والعجم علامہ ابو محمد بدیع الدین الراشدی السندی

مع فتاوی

مفتی اعظم سعودیہ عربیہ علامہ شیخ عبدالعزیز بن باز

شیخ الحدیث والتفسیر مولانا سلطان محمود محدث جلالپوری

ترجمہ و زیادات، محمد افضل خلیل احمد الاثری

ترتیب زیادات، محمد افضل خلیل احمد الاثری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

= طبع باجازت مولف =

نام کتاب : شرعی طلاق

نام مصنف : شیخ العرب والعجم علامہ ابو محمد بدیع الدین شاہ الراشدی رحمہ اللہ

فتاویٰ : شیخ الحدیث مولانا سلطان محمود محدث جلالپوری رحمہ اللہ

: سماحۃ الشیخ علامہ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ

فتاویٰ وترتیب : محمد افضل خلیل احمد الاثری

موضوع : احکام ومسائل/معاشرتی مسائل/عائلی زندگی/فتاویٰ

صفحات : 48 سائز : 23x36 = 16

کمپوزنگ : ﴿السنۃ کمپیوٹر کمپوزنگ سینٹر﴾

فون:4525502

اشاعت بار : پنجم (ذوالحج 1423ھ۔فروری 2005ء)

اشاعت بار : ششم (محرم الحرام 1427ھ۔فروری 2006ء)

تعداد : 1000 قیمت : 30

ناشر:

مکتبۃ الامام البخاری
الدار العلمیۃ لنشر التراث الاسلامی

مکتبۃ السنۃ
الدار السلفیۃ لنشر التراث الاسلامی

شارع چوہدری رحمت علی منظور کالونی گجر چوک۔کراچی

رقم التلیفون:8246734/جوال: 0300-2160113

نمبر شمار	فہرست	صفحہ نمبر
1	مقدمہ ناشر	5
2	اللہ عزوجل کے نزدیک طلاق ناپسندیدہ عمل ہے	7
3	بیک وقت زیادہ طلاق دینا منع ہے	7
4	طلاق سنت	8
5	ایک وقت کی تین طلاق کا ایک ہونا فطرت سلیمہ کے موافق ہے	9
6	ایک وقت کی تین طلاق کا ایک ہونا اور ﴿مرتان﴾ کی وضاحت	9
7	تشریح	11
8	ایک وقت کی تین طلاق کے ایک ہونے کی احادیث (پہلی حدیث)	11
9	صحت حدیث۔	12
10	لمحہ فکریہ	12
11	سیدنا عمر رضی اللہ کا تعزیری فیصلہ	13
12	علماء احناف کا اعتراف	14
13	امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اپنے فیصلہ سے رجوع	14
14	قارئین	15
15	امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دیگر بعض انتظامی اور تعزیری فیصلے	15
16	دوسری حدیث ---- صحیح حدیث	16
17	محمد بن اسحٰق رحمہ اللہ پر اعتراض اور اس کا جواب	17
18	علماء احناف کی طرف سے محمد بن اسحٰق کی توثیق	17
19	تیسری حدیث	18
20	صحت حدیث	19
21	چوتھی حدیث	19
22	حدیث مذکورہ کی استنادی حیثیت	19

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ از ناشر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ۔

سرزمین سندھ کو برصغیر کے ''باب الاسلام'' ہونے کا شرف حاصل ہے۔ پہلی صدی سے لے کر اس وقت تک سرزمین سندھ کو جن عظیم المرتبت علماء کے مولد اور مسکن اور مدفن ہونے کا شرف حاصل ہے اور جن کا نام رہتی دنیا تک باقی رہے گا۔ان شاء اللّٰہ ۔ان علماء میں سے پیر آف جھنڈا خاندان کے عظیم چشم و چراغ میرے استاذ، عرب و عجم کے شیخ اور عظیم محدث اور مفسر علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ ہیں جن کو بالخصوص سرزمین حجاز اور سرزمین پاکستان میں علم حدیث کے پھیلانے کا شرف حاصل ہے۔

یہ کتاب ''شرعی طلاق'' میرے شیخ موصوف کی عظیم تصانیف میں سے ایک کتاب ہے جس کو شیخ رحمہ اللہ کی اجازت سے آپ کی زندگی ہی میں تین بار مکتبۃ السنۃ سے شائع کرنے کا شرف حاصل کر چکا ہوں۔استاذ موصوف کی بندہ پر خصوصی عنایت اور شفقت رہی ہے جن میں سے ایک عنایت یہ بھی ہے کہ مجھے آپ نے اپنی تمام کتب کی نشر و اشاعت کی اجازت دی تھی اور آپ کی زندگی میں آپ کی تین کتابیں مجھے شائع کرنے کا شرف نصیب رہا ہے۔ان میں سے آپ کی ایک تصنیف ''عین الشین'' خصوصی اہمیت کی حامل ہے۔ اس کی اشاعت پر آپ نے بہت زیادہ مسرت کا اظہار فرمایا اور خصوصی دعائیں دی تھیں۔

اس وقت آپکی کتاب ''شرعی طلاق'' درج ذیل نئی ترتیب کے ساتھ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔وَاللّٰہُ ھُوَ الْمُوَفِّقُ وَھُوَ وَلِیُّنَا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ

طبع ہذا کی امتیازی خصوصیات

1- کتاب کے مندرجات پر نظر ثانی کرتے ہوئے سیاق عبارت کی ضرورت کے باعث بعض اضافہ جات اس طرح کے قوسین حاصرتین [ ] میں دے دیئے ہیں۔

2- تمام کتب محولہ (مراجع ومصادر) سے مقابلہ ومراجعہ کر کے کتابت کی بعض غلطیوں کو درست کر دیا ہے، نیز بعض نامکمل عبارات کو مکمل کر دیا ہے۔

3- عربی عبارات پر اعراب لگا دیئے ہیں۔ 4- کتاب پر عنوانات کا اضافہ کر دیا ہے۔

5- پیرابندی، علامات ترقیم کا لحاظ بھی کیا گیا ہے۔ 6- آخر میں 5 فتوے بھی شامل کر دیئے ہیں۔

(ا)- دو فتوے فضیلۃ الاستاذ محدث العصر مولانا سلطان محمود- رحمہ اللہ تعالیٰ- کے

(ب)- ایک فتویٰ شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ کا

(ج) دو فتوے راقم الحروف کے۔

7- نیز بریلوی مکتب فکر کے مشہور حنفی عالم پیر کرم شاہ کا تحقیقی اور دو ٹوک فیصلہ۔

8- شروع میں فہرست کا اضافہ کر دیا ہے۔

9- باطنی حسن کے ساتھ ساتھ موجودہ اشاعت میں ظاہری حسن طباعت کا خیال بھی کیا ہے۔ اس لئے اس اشاعت کو کمپیوٹر کے نئے پروگرام میں کتابت کروا کر 4 رنگا ٹائٹل، لیمینیشن، آرٹ کارڈ، عمدہ کاغذ و طباعت کے ساتھ شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ أَوَّلًا وَآخِرًا۔

وصلى الله تعالى وسلم على نبينا محمد وعلى آله وأصحابه أجمعين.

والسلام عليكم ورحمة الله خادم السنة النبوية المطهرة عليه ألف ألف تحية وسلام۔

محمد افضل خلیل احمد الاثری مدیر مکتبۃ السنۃ الدار السلفیۃ لنشر التراث الاسلامی سولجر بازار۔ کراچی

ذوالقعدہ 1423ھ- جنوری 2003ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَی الظّٰلِمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ - اَمَّا بَعْدُ!

[اللہ عزوجل کے نزدیک طلاق ناپسندیدہ عمل ہے]

اسلام کے اصول عدل واصلاح پر مبنی ہیں اسی بناء پر بوقت مجبوری اسلام نے [طلاق کو جائز رکھا ہے۔ یعنی اگر میاں بیوی کے درمیان نباہ کی صورت نہیں رہتی تو پھر طلاق کے ذریعہ وہ ایک دوسرے سے خلاصی [حاصل] کر سکیں باوجود اس کے کہ یہ فعل اللہ کو پسند نہیں جیسا کہ حدیث میں ہے کہ:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ شَیْئًا اَبْغَضَ اِلَیْهِ مِنَ الطَّلَاقِ - (المستدرک للحاکم ص: 196 ج:2)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلال چیزوں میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔

اس حدیث کو امام حاکم نے صحیح کہا ہے اور حافظ ذہبی نے تلخیص میں اس کو صحیح مسلم کی شرط پر مانا ہے۔ اس ناپسندیدگی سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ [طلاق] آخری حربہ ہے اس سے قبل جہاں تک اصلاح کا امکان ہو تو اس کی کوشش کی جائے۔

[بیک وقت زیادہ طلاق دینا منع ہے]

اسی لئے شریعت نے بیک وقت ایک سے زیادہ طلاقیں دینے سے منع فرمایا ہے۔ سنن نسائی (ص:81 ج:2) میں محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ اُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ اِمْرَاَتَهٗ ثَلَاثَ تَطْلِیْقَاتٍ جَمِیْعًا فَقَامَ غَضْبَانًا ثُمَّ قَالَ اَیُلْعَبُ بِکِتَابِ اللّٰهِ وَاَنَا بَیْنَ اَظْهُرِکُمْ حَتّٰی قَامَ رَجُلٌ وَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا اَقْتُلُهٗ -

کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی شخص کی خبر دی گئی کہ اس نے بیک وقت اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدی ہیں آپ غصہ کی حالت میں کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے کہ اللہ کی کتاب سے کھیل ہو رہا ہے حالانکہ میں تم میں موجود ہوں یہاں تک کہ یہ سن کر ایک آدمی کھڑا ہو گیا اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کو قتل نہ کر دوں؟

فقہ حنفی کی مشہور کتاب ہدایہ (ص: 355 ج: 2 باب طلاق السنۃ) میں بیک وقت تین طلاقوں کو بدعت کہا گیا ہے اور اس طرح طلاق دینے والے کو عاصی اور گنہگار بتلایا گیا ہے۔ اور امام ابوبکر جصاص رازی حنفی احکام القرآن (ص: 383 ج: 1) میں صحابہ رضی اللہ عنہم سے اس مسئلہ کی بابت چند آثار نقل کر کے فرماتے ہیں۔

قَدْ ثَبَتَ عَنْ هٰؤُلَاءِ الصَّحَابَةِ حَظْرُ جَمْعِ الثَّلَاثِ وَلَا يُرْوٰى عَنْ اَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ خِلَافُهٗ فَصَارَ اِجْمَاعًا -

ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تین طلاقیں اکٹھی دینے کی منع ثابت ہے۔ اور کسی ایک صحابی سے اسکے خلاف منقول نہیں لہذا اجماع ہوا۔

[طلاق سنت]

بلکہ شریعت نے طریقہ یہ بتلایا ہے کہ کم سے کم ایک مہینہ کے بعد دوسری طلاق ہو۔ چنانچہ امام نسائی نے سنن (ص: 80 ج: 2) میں اس کے لئے ایک باب مقرر کیا ہے کہ "باب طلاق السنۃ" اس کے تحت یہ حدیث لائے ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ طَلَاقُ السُّنَّةِ تَطْلِيْقَةٌ وَهِيَ طَاهِرٌ فِيْ غَيْرِ جِمَاعٍ فَاِذَا حَاضَتْ وَطَهُرَتْ طَلَّقَهَا اُخْرٰى فَاِذَا حَاضَتْ وَطَهُرَتْ طَلَّقَهَا اُخْرٰى ثُمَّ تَعْتَدُّ بَعْدَ ذٰلِكَ بِحَيْضَةٍ قَالَ الْاَعْمَشُ سَاَلْتُ اِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ -

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے [وہ فرماتے ہیں] مسنون طریقہ طلاق کا یہ ہے کہ طہر کی حالت میں بغیر ہم بستری کے ایک طلاق دے پھر ایک ماہواری کے بعد طہر آئے تو دوسری طلاق دے اسی طرح تیسرے طہر میں۔ پھر (تیسری) طلاق دے اسکے بعد عدت گزارے۔ اور امام اعمش فرماتے ہیں کہ ابراہیم نخعی سے یہ مسئلہ پوچھا تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا۔

اور علامہ ابوبکر جصاص رازی فرماتے ہیں۔

قَالَ اَصْحَابُنَا اَحْسَنُ الطَّلَاقِ اَنْ يُّطَلِّقَهَا اِذَا طَهُرَتْ قَبْلَ الْجِمَاعِ ثُمَّ يَتْرُكُهَا حَتّٰى تَنْقَضِيَ عِدَّتُهَا وَاِنْ اَرَادَ اَنْ يُّطَلِّقَهَا ثَلَاثًا طَلَّقَهَا عِنْدَ كُلِّ

ہمارے علماء (حنفی) نے کہا ہے کہ طلاق کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ جب وہ حیض سے پاک ہو تو بغیر جماع (ہمبستری) کرنے کے ایک طلاق دیدے اور اگر تین دینا چاہتا

طُهْرٍ وَاحِدَةٍ قَبْلَ الْجِمَاعِ وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ وَبَلَغَنَا مِنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ كَانُوا يَسْتَحِبُّونَ أَنْ لَا يَزِيدُوا فِي الطَّلَاقِ عَلَى وَاحِدَةٍ حَتَّى تَنْقَضِيَ الْعِدَّةُ وَإِنَّ هَذَا عِنْدَهُمْ أَفْضَلُ مِنْ أَنْ يُطَلِّقَهَا ثَلَاثًا عِنْدَ كُلِّ طُهْرٍ وَاحِدَةً۔ (احکام القرآن للجصاص ص 389 ج 1)

ہے تو ہر ایک طلاق ہر ایک طہر میں قبل الجماع (ہمبستری سے پہلے) دیدے یہی قول امام سفیان ثوری کا ہے۔ اور امام ابوحنیفہ نے کہا ہے کہ بواسطہ ابراہیم نخعی ہم کو خبر پہنچی ہے کہ صحابہ کرام کو یہ بات پسند تھی کہ بیک وقت ایک سے زیادہ طلاقیں نہ دی جائیں اور تین طلاقیں الگ الگ ہر ایک طہر میں دی جائیں۔

[ایک وقت کی تین طلاق کا ایک ہونا فطرت سلیمہ کے موافق ہے]

یہی فیصلہ عقل سلیم اور فطرت انسانیہ کے موافق ہے کیونکہ تین ماہ کا وقفہ اسلئے دیا جاتا ہے کہ کسی طرح دونوں میاں بیوی پشیمان ہو کر دوبارہ مل کر اپنا گھر آباد کریں۔ اور جب ثابت ہوا کہ بیک وقت تین طلاقیں دینا بدعت اور گناہ ہے بلکہ اللہ کی کتاب کے ساتھ کھیل اور مذاق ہے تو پھر اس قسم کی طلاق کیسے واقع ہو سکتی ہے؟ اس کو واقع کہنا گویا کہ ایک ناجائز فعل کی اجازت دینا ہے۔

[ایک وقت کی تین طلاق کا ایک ہونا اور ﴿مَرَّتَانِ﴾ کی وضاحت]

نیز قرآن کریم میں ہے۔

﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ﴾ (البقرۃ 229 پ 2)

طلاق دو مرتبہ ہے اس کے بعد پھر نیکی کے ساتھ لوٹا کے رکھنا یا بھلائی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔

(یہ) آیت کریمہ بھی واضح کرتی ہے کہ بیک وقت ایک ہی طلاق ہوگی نہ دو نہ تین کیونکہ "مرتان" کا اطلاق: مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ کے بعد دیگرے پر ہوتا ہے۔ جیسا کہ ﴿سَنُعَذِّبُهُمْ مَرَّتَيْنِ﴾ (التوبہ آیت 101 پ 11) یعنی عنقریب انکو ہم دو مرتبہ عذاب کریں گے۔ جس کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ

دونوں عذابوں کے درمیان وقفہ ہوگا ورنہ بیک وقت ایک ہی عذاب کو بجائے گانہ کیا اسے دو مرتبہ کہا جائے گا۔ اسی طرح ﴿مَرَّتَانِ﴾ کا مطلب ہے کہ دونوں طلاقوں میں وقفہ ہو۔ اسی طرح تیسری [طلاق] بھی وقفہ کے بعد ہو جیسے کہ حدیث نبوی ﷺ سے معلوم ہوا۔

علماء حنفیہ کے سرخیل ابوبکر جصاص رازی فرماتے ہیں۔

﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ﴾ وَذٰلِكَ يَقْتَضِي التَّفْرِيْقَ لَا مَحَالَةَ لِاَنَّهُ لَوْ طَلَّقَ اثْنَتَيْنِ مَعًا لَمَا جَازَ اَنْ يُقَالَ طَلَّقَهَا مَرَّتَيْنِ وَكَذٰلِكَ لَوْ دَفَعَ رَجُلٌ اِلٰى اٰخَرَ دِرْهَمَيْنِ لَمْ يَجُزْ اَنْ يُقَالَ اَعْطَاهُ مَرَّتَيْنِ حَتّٰى يُفَرِّقَ الدَّفْعَ .... يُطْلَقُ عَلَيْهِ -

(احکام القرآن ص: 389' ج: 1)

اس آیت کا تقاضا ہے کہ لازماً دو طلاقیں الگ الگ ہوں کیونکہ اگر کسی نے بیک وقت دو اکٹھی طلاقیں دیں تو اس کے لئے یہ کہنا درست نہیں ہوگا کہ اس نے دو مرتبہ طلاق دی ہے اسی طرح کوئی آدمی کسی کو بیک وقت دو درہم دیتا ہے تو اس وقت یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس نے دو مرتبہ درہم دیئے ہیں جب تک کہ دونوں الگ الگ نہ دے۔

اسی طرح تفسیر البحر المحیط ص: 191-192' ج: 2۔ تفسیر کشاف للزمخشری ص: 283' ج: 1۔ تفسیر المظہری مصنفہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی ص: 300' ج: 1۔ التفسیرات الأحمدیہ مصنفہ ملا جیون حنفی ص: 143-144 وغیرھا من التفاسیر میں مذکور ہے پس ثابت ہوا کہ بیک وقت دو یا تین طلاقیں ایک ہی شمار ہوں گی۔

امام نظام الدین قمی نیشاپوری فرماتے ہیں۔

ثُمَّ مِنْ هٰؤُلَاءِ مَنْ قَالَ لَوْ طَلَّقَهَا اثْنَتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا لَا يَقَعُ اِلَّا وَاحِدَةٌ وَهٰذَا هُوَ الْاَقْيَسُ وَاخْتَارَهُ كَثِيْرٌ مِنْ عُلَمَاءِ اَهْلِ الْبَيْتِ لِاَنَّ النَّهْيَ يَدُلُّ عَلٰى اشْتِمَالِ الْمَنْهِيِّ عَنْهُ عَلٰى مَفْسَدَةٍ رَاجِحَةٍ وَالْقَوْلُ بِالْوُقُوْعِ سَعْيٌ فِيْ اِدْخَالِ تِلْكَ الْمَفْسَدَةِ فِي الْوُجُوْدِ

(تفسیر غرائب القرآن ورغائب الفرقان ص: 266' ج: 2)

یعنی ان لوگوں (جو کہتے ہیں کہ بیک وقت ایک سے زیادہ طلاقیں دینا صحیح نہیں بموجب آیت ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ﴾) میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو کہتے ہیں کہ بیک وقت اگر دو یا تین طلاقیں دیدیں تو ایک ہی واقع ہوگی اور یہی بات قرین قیاس ہے اور یہی اکثر علماء اہلبیت کا مسلک ہے۔ اس لئے کہ یہ منع دلیل ہے کہ یہ فعل موجب فساد ہے اور ایسی طلاق کو واقع کہنے کی کوشش کرنا اس میں فساد کو داخل کرنا ہے۔

تشریح

کیونکہ بیک وقت اگر تین طلاقیں شمار کر دی گئیں تو پھر رجوع کی صورت نہیں رہتی اگرچہ دونوں فریق کتنے ہی نادم ہوں اور ایک دوسرے کو چاہتے ہوں اور اس طرح پوری برادری میں تفریق اور علیحدگی ہونے کا خطرہ ہے بصورت دیگر ایک طلاق کے بعد دونوں کو سوچنے اور دوبارہ راضی ہونے کا موقع ملتا ہے۔ اسی طرح دوسری طلاق کے بعد بھی ان کے لئے صلح کا موقع باقی ہے یہ ایسا موقع ہے جس سے فائدہ حاصل کر کے برادری والے انتشار اور افتراق جیسے خطرناک فتنہ سے بچنے کیلئے کوشش کر سکتے ہیں اور اصلاح بہر حال بہتر ہے۔ ﴿وَالصُّلْحُ خَيْرٌ﴾ (النساء) [آیت: 128 پ: 5]۔

قارئین! جن لوگوں کی طرف امام تیمی نے اشارہ کیا ہے وہ صحابہ [رضوان اللہ علیہم اجمعین] کی جماعت ہیں جن کے نام ذکر اس طرح کئے ہیں۔ عمر، عثمان، علی، ابن مسعود، ابن عباس، ابن عمر، عمران بن حصین، ابو موسیٰ اشعری، ابوالدرداء اور حذیفہ رضی اللہ عنہم۔ یعنی ان میں سے ایسے لوگ بھی ہیں جو بیک وقت دو یا تین طلاقوں کو ایک شمار کرتے ہیں یہی فیصلہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔

[ایک وقت کی تین طلاق کے ایک ہونے کی احادیث]

پہلی حدیث

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ الطَّلَاقُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَسَنَتَيْنِ مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ طَلَاقُ الثَّلَاثِ وَاحِدَةً۔ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: إِنَّ النَّاسَ قَدِ اسْتَعْجَلُوا فِي أَمْرٍ كَانَتْ لَهُمْ فِيهِ أَنَاةٌ فَلَوْ أَمْضَيْنَاهُ عَلَيْهِمْ! [فَأَمْضَاهُ عَلَيْهِمْ.]

(صحیح مسلم ص: 477 ج: 1)

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اور ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں اور عمر فاروق کی خلافت میں بھی دو سال تک تین طلاقیں ایک ہوتی تھیں۔ امیر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگوں نے ایک ایسے کام میں جلد بازی شروع کر دی جس میں انکو مہلت تھی۔ پس ہم اگر ان پر تین طلاقیں تین نافذ کر دیں (تو مناسب ہے) پس انہوں نے تین طلاقوں کو تین نافذ کر دیا۔

صحت حدیث

صحیح مسلم میں اس حدیث کا مروی ہونا اس کی صحت کے لئے کافی ہے چنانچہ مقدمہ فتح الباری (ص 10) لابن حجر میں ہے إنما اعتمد الشیخان فی تخریج أحادیثهم علی الثقة والعدالة وقلة الخطأ۔ پس صحیحین کی حدیثوں کے راوی ثقات ہیں اور معتبر ہیں۔

اور علامہ عبدالحی لکھنوی حنفی غفرانہ مانی (ص 58) میں فرماتے ہیں:۔

وکتابا هما أصح الکتب بعد کتاب الله تعالی هذا مما اتفق علیه المحدثون شرقا وغربا أی صحیح البخاری وصحیح مسلم لا نظیر لهما فی الکتب۔ یعنی صحیحین (بخاری و مسلم) دونوں کتابیں قرآن کریم کے بعد اصح الکتب ہیں اور اس بات پر تمام مشرق و مغرب کے محدث متفق ہیں کہ ان دو کتابوں کی کوئی نظیر نہیں۔

پس اس حدیث کی صحت میں کوئی شک نہیں رہا۔

اور امام حاکم (المستدرک ص 196 ج 1) میں اس حدیث کو دوسری سند سے لاکر فرماتے ہیں:

هذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین۔

یعنی یہ حدیث بخاری مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور حافظ ذہبی نے تلخیص المستدرک میں حاکم کی اس تصحیح میں موافقت کی ہے اور کوئی تنقید نہیں کی۔

اس کے علاوہ علامہ محدث شمس الحق عظیم آبادی التعلیق المغنی علی سنن دار قطنی (ص 446 طبع ہند) میں فرماتے ہیں: هذا حدیث صحیح ثابت رواه حفاظ (اھ) یہ حدیث اس مسئلہ میں نص واضح ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں یک وقت دی ہوئی تین طلاقیں ایک ہی شمار کی جاتی تھیں۔

[لمحہ فکریہ!]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کے بعد اب کسی کو کوئی اختیار باقی نہیں رہا۔

﴿وما کان لمؤمن ولا مؤمنة إذا قضی الله ورسوله أمرا أن یکون لهم الخیرة من أمرهم﴾ اور کسی ایماندار مرد اور کسی ایماندار عورت کو گنجائش نہیں جب کہ اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا حکم دیں کہ انکو اپنے

﴿وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا﴾۔ کام میں کوئی اختیار رہے اور جو شخص اللہ کا اور اسکے رسول کا کہنا نہ مانے گا وہ صریح گمراہی میں پڑے گا۔

(الأحزاب آیت:36پ:22) (بیان القرآن مصنف علامہ اشرف علی تھانوی)

اور چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں شریعت مکمل ہو چکی تھی اور ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾ (المائدة) [پ: 6آیت:3] کی بشارت بھی مل چکی تھی اور آپ کی وفات کے بعد وحی کے آنے کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا تو پھر آپ کے اس فیصلہ کو کوئی بدلنے والا نہیں ﴿وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ﴾ (الأنعام) [پ: 7آیت:34] ﴿لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ﴾ (یونس) [پ: 11 آیت:64] اسی طرح خلافت صدیقیہ میں بھی یہی فیصلہ رہا۔ اس زمانے میں بے شمار صحابہ اور تابعین موجود تھے اور اسی طرح یہ اجماعی فیصلہ تھا۔

[سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا تعزیری فیصلہ]

اور پھر خلافت فاروقیہ میں بھی دو سال تک اسی طرح حکم جاری رہا اس کے بعد امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک سیاسی مصلحت کی بناء پر بیک وقت تین کو تین قرار دیدیا اس لئے کہ لوگوں نے اس سہولت کا ناجائز فائدہ لینا شروع کیا اور طلاق دینے میں جلد بازی کرنے لگے تو امیر المومنین نے تین کو نافذ کر دیا۔ اور خود علت بیان کرتے ہیں کہ: إِنَّ النَّاسَ قَدِ اسْتَعْجَلُوْا فِيْ أَمْرٍ۔الخ ۔ چونکہ لوگ ایک ایسے کام میں جلدی کرنے لگے جس میں ان کو شریعت کی جانب سے کافی مہلت دی گئی تھی اور اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کی انہوں نے قدر نہیں کی' اس لئے امیر [المومنین] عمر رضی اللہ عنہ نے اس بڑھتے ہوئے فتنہ کو روکنے کے لئے بحیثیت حاکم شرعی ہونے کے تادیبا اور تعزیرا یہ حکم جاری کیا' تاکہ لوگ اس بری حرکت سے باز آ جائیں۔

یہی حدیث مسلم میں تین طرق سے مروی ہے اور تیسرے میں یہ لفظ ہیں "فَلَمَّا كَانَ فِيْ عَهْدِ عُمَرَ تَتَابَعَ النَّاسُ فِي الطَّلَاقِ فَأَجَازَهُ عَلَيْهِمْ" یعنی لوگ طلاق کے معاملہ میں شرارت کرنے لگے لہٰذا ان پر اس کو جاری کر دیا۔

[علماء احناف کا اعتراف]

خود بعض علماء حنفیہ کو بھی اعتراف ہے کہ امیر [المؤمنین] عمر رضی اللہ عنہ کا یہ حکم تعزیری اور انتظامی تھا۔ چنانچہ علامہ قہستانی جامع الرموز ص: 331 میں لکھتے ہیں:

وَاعْلَمْ اَنَّ فِي الصَّدْرِ الْاَوَّلِ إِذَا اَرْسَلَ الثَّلَاثَ جُمْلَةً لَا يُحْكَمُ إِلَّا بِوُقُوْعِ وَاحِدَةٍ إِلٰى زَمَنِ عُمَرَ ثُمَّ حَكَمَ بِوُقُوْعِ الثَّلَاثِ سِيَاسَةً وَتَعْزِيْرًا لِكَثْرَتِهِ مِنَ النَّاسِ۔

زمانہ رسالت سے لے کر امیر [المؤمنین] عمر رضی اللہ عنہ کی شروع خلافت تک جب کوئی شخص اکٹھی تین طلاقیں دیتا تھا تو وہ ایک ہی طلاق واقع ہوتی تھی پھر لوگوں کے بکثرت طلاق دینے کی وجہ سے تین طلاقیں سیاستاً اور تعزیراً تین نافذ کر دی گئیں۔

اسی طرح علامہ طحاوی نے حاشیہ الدر المختار (ص: 128، ج: 2) میں ذکر کیا ہے۔ پس امیر المؤمنین کا یہ قدم انتظامی اور سیاسی تھا شرعی حکم نہیں تھا۔ کیونکہ امیر [المؤمنین] عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کرنے والے نہیں تھے نہ انکو ایسا حق تھا اسکی سب سے بڑی دلیل یہی ہے کہ وہ خود اپنے دور خلافت میں نبوی فیصلے پر کاربند تھے اور اسی کے مطابق فیصلہ نافذ کرتے تھے۔ اسلئے انکے اس انتظامی قدم کو اپنے مذہب کی دلیل بنانا انکا اس بے اقتباس نہیں۔ بلکہ شریعت میں ناجائز تصرف ہے۔

[امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اپنے فیصلہ سے رجوع]

بلکہ خود امیر [المؤمنین] عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے اس فیصلہ سے بھی آخر میں رجوع فرمایا۔ چنانچہ حافظ ابو بکر اسمٰعیلی کتاب مسند عمر میں حدیث لاتے ہیں۔

قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا نَدِمْتُ عَلٰى شَيْءٍ نَدَامَتِيْ عَلٰى ثَلَاثٍ: اَنْ لَا اَكُوْنَ حَرَّمْتُ الطَّلَاقَ، وَعَلٰى اَنْ لَا اَكُوْنَ اَنْكَحْتُ الْمَوَالِيَ، وَعَلٰى اَنْ لَا اَكُوْنَ قَتَلْتُ النَّوَائِحَ۔

امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں کسی چیز پر اتنا نادم نہیں ہوا جتنا کہ تین چیزوں پر ہوا کاش میں طلاق کو حرام نہ کرتا اور لونڈیوں کی شادی نہ کرواتا اور نوحہ کرنے والی عورتوں کو قتل نہ کرواتا۔

(اغاثۃ اللھفان لابن القیم ص: 351، ج: 1)

قارئین

طلاق فی نفسہ ایک مباح فعل ہے اگرچہ وہ لوگ کثرت سے طلاقیں دے رہے تھے اور اس سے ایک بہت بڑا فتنہ شروع ہو گیا تھا' اور امیر المومنین نے ان کی تنبیہ کے لئے یہ قدم اٹھایا؛ تاہم آپ نے اس پر بھی [اس طرح] ندامت کا اظہار کیا [کہ] جو چیز ایک مباح تھی' اگرچہ وہ شرارت کا سبب بن گئی تاہم مجھے یہ حق نہیں تھا کہ ایسا قدم اٹھاؤں جس سے ایک مباح چیز جس کی اللہ نے رخصت دی ہے وہ ممنوع ہو جائے۔ امیر المومنین تو شرعی معاملات میں اپنے دخل دینے سے اس قدر خائف تھے۔ اگرچہ اس میں افادیت کے کئی پہلو موجود بھی ہوں پھر بھی ایسے قدم اٹھانے پر نادم ہو جاتے تھے۔ پھر جب خود فیصلہ کرنے والا اپنے فیصلہ پر نادم ہے تو پھر اس کا سہارا لے کر ایک صریح اور واضح علم [کو] جو کہ حدیث میں مذکور ہو اس کے خلاف مذہب بنانا کسی طرح جائز نہیں۔

[امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دیگر بعض انتظامی اور تعزیری فیصلے]

ایضاً امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے ایسے کئی اقدام ہیں جو انتظام کے طور پر تھے۔ مثلاً

[1] شرابی کا گھر جلانا (کتاب الاموال لابی عبید القاسم ابن سلام ص: 102 وما بعدھا)

[2] اسی طرح جب لوگ شراب سے باز نہیں آ رہے تھے تو انکی سزا چالیس سے بڑھا کر اسی (80) کوڑوں تک کر دی اور بعض کو ملک بدر کیا۔

[3] کوفہ کے گورنر سعد رضی اللہ عنہ کی جگہ کو جلانا اس لئے کہ رعیت والوں سے وہ پردہ میں تھے۔ (اغاثۃ اللھفان ج:1 ص: 348-349)۔

ایسے اور کئی ان کے اقدامات ہیں اسی طرح طلاق کے مسئلہ میں بھی آپ نے انتظام کے طور پر ایک قدم اٹھایا مگر پھر اس پر ندامت کی یہ صریح دلیل ہے کہ وہ قدم اگرچہ شرعی نہیں تھا تاہم اس کو غلط سمجھنے لگے۔ لہذا رسول اللہ ﷺ کے زمانہ کا فیصلہ ہی مسلمانوں کے لئے باعث ہدایت اور رحمت ہے۔

دوسری حدیث

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: طَلَّقَ رُكَانَةُ بْنُ عَبْدِ يَزِيدَ أَخُو بَنِي مُطَّلِبٍ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فِي مَجْلِسٍ وَّاحِدٍ فَحَزِنَ عَلَيْهَا حُزْنًا شَدِيدًا۔ قَالَ: فَسَأَلَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ طَلَّقْتَهَا؟ قَالَ: طَلَّقْتُهَا ثَلَاثًا قَالَ: فَقَالَ: فِي مَجْلِسٍ وَّاحِدٍ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: فَإِنَّمَا تِلْكَ وَاحِدَةٌ فَارْجِعْهَا إِنْ شِئْتَ۔ قَالَ: فَرَجَعَهَا۔ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَرَى إِنَّمَا الطَّلَاقُ عِنْدَ كُلِّ طُهْرٍ۔

(مسند احمد ج:1ص:265)

ابن عباس رضی اللہ عنھما سے مروی ہے کہ رکانہ بن عبد یزید جو کہ بنی مطلب کے بھائی تھے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں پس بہت غمزدہ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ کس طرح تو نے طلاق دی ہے؟ تو رکانہ نے کہا کہ تین طلاقیں میں نے دی ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: کہ ایک ہی مجلس میں؟ تو رکانہ نے کہا ہاں۔ پس آپ نے فرمایا کہ یہ تو ایک ہی طلاق ہوئی اگر تو چاہے تو رجوع کر لے۔ پس رکانہ نے رجعت کر لی۔ پس ابن عباس رضی اللہ عنھما کی تحقیق یہ تھی کہ طلاق الگ ہر ایک طہر میں ہونی چاہئے۔

صحیح حدیث

[1] اس حدیث کو امام احمد اور امام ترمذی صحیح کہتے ہیں۔ (اعلام الموقعین لابن القیم ج: 4 ص: 350 طبع مصر)۔

[2] نیز حافظ ابوعبداللہ المقدسی اپنی کتاب مختارات میں لائے ہیں۔ اور یہ کتاب امام حاکم کی کتاب مستدرک سے بھی زیادہ صحیح ہے۔

[3] اور اسی طرح امام ابن اسحق کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے جب ہی تو اسے موافق فتویٰ دیا ہے۔ (اغاثۃ اللھفان ج:1 ص: 305)

[4] اور حافظ ابن حجر فتح الباری ج:9 ص:362 مطبع سلفیہ میں فرماتے ہیں: أخرجه أحمد وأبو يعلى وصححه۔ یعنی اس روایت کو امام احمد کے علاوہ امام ابویعلیٰ نے بھی روایت کیا ہے اور انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے۔ پھر جو اس پر اعتراض ہوئے ہیں حافظ صاحب ان کے جوابات دے کر پھر فرماتے ہیں

کہ و یقوی حدیث ابن اسحاق المذکور ما أخرجہ مسلم الخ یعنی صحیح مسلم والی حدیث (یعنی پہلی حدیث) اس روایت کو قوی بناتی ہے۔

[5] اس طرح شوکانی نے بھی نیل الاوطار (ج:6 ص:246) میں اس کو صحیح ثابت کیا ہے۔

[محمد بن اسحق رحمہ اللہ پر اعتراض اور اس کا جواب]

اس حدیث پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اس کی سند میں محمد بن اسحاق راوی ہے جو غیر ثقہ ہے مگر یہ اعتراض غلط ہے بڑے بڑے محدثین نے اس کی توثیق کی ہے اور امام ابوزرعہ دمشقی فرماتے ہیں: أجمع الکبراء من أھل العلم علی الأخذ عنہ یعنی بڑے بڑے علماء ابن اسحاق سے روایتیں لینے پر متفق ہیں۔ اور ابن البرقی کہتے ہیں: لم أر أھل الحدیث یختلفون فی ثقتہ۔ یعنی علماء حدیث کو میں نے ابن اسحٰق کے ثقہ ہونے میں اختلاف کرتے ہوئے نہیں دیکھا (التھذیب ج:9 ص:46-47)

[علماء احناف کی طرف سے محمد بن اسحٰق کی توثیق]

بلکہ علماء حنفیہ نے تو بڑی شدومد سے انہیں ثقہ کہا ہے

[1] چنانچہ ابن ہمام فتح القدیر شرح ھدایہ (ج:1 ص:301) میں فرماتے ہیں۔

أما ابن إسحاق فثقۃ ثقۃ لا شبھۃ عندنا فی ذلک ولا عند محققی المحدثین۔ — محمد بن اسحاق ثقہ ہے ثقہ ہے اس میں نہ ہم کو شک ہے نہ محقق محدثین کو۔

[2] اور علامہ عینی عمدۃ القاری شرح البخاری (ج:7 ص:270 طبع المنیریہ) میں فرماتے ہیں۔

ابن إسحاق من الثقات الکبار عند الجمھور۔ — جمہور کے نزدیک ابن اسحٰق بڑے ثقات میں سے ہے۔

اسی طرح

[3] کبیری شرح منیۃ المصلی (ص:233)۔

[4] سعایہ شرح الوقایہ مصنفہ لکھنوی (ج:1 ص:372) نصب الرایۃ للزیلعی الحنفی (ج:1 ص:107)۔

[5]مرقاۃ لملا علی قاری (ج:2، ص:137) وغیرہ میں اس کی توثیق مذکور ہے۔

یہ روایت اپنے باب میں بالکل واضح ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا فیصلہ ہے کہ یہ یعنی جو ایک مجلس میں تین طلاقیں دی گئی ہیں ایک ہی طلاق ہے، اور پھر آپ نے اس [رکانہ صحابی رضی اللہ عنہ] کو رجوع کرنے کا اختیار دے دیا۔ اس لئے ان لوگوں کا یہ کہنا غلط ہوا کہ تین طلاقیں ہو گئیں اور رجوع نہیں ہو سکتا۔ کیا اب ان کی یہ بات فیصلہ نبوی ﷺ کے بعد قابل التفات ہے؟ حاشا و کلا۔ اور پھر اس حدیث میں یہ بھی تصریح ہے کہ رکانہ [رضی اللہ عنہ] نے اپنی بیوی کو لوٹایا اور واپس گھر میں آباد کیا۔

حافظ ابن حجر فتح الباری (ج:9، ص:362) میں اس حدیث کو لا کر فرماتے ہیں۔

وَهٰذَا الْحَدِيْثُ نَصٌّ فِي الْمَسْئَلَةِ لَا يَقْبَلُ التَّاوِيْلَ۔

یہ حدیث اس مسئلہ میں بالکل نص صریح ہے کسی قسم کی تاویل کی اس میں گنجائش نہیں ہے۔

اور مذکورہ بالا دونوں حدیثوں کو ابن قیم نے اغاثۃ اللھفان (ج:1، ص:302) میں صحیح کہا ہے۔

تیسری حدیث

مصنف عبدالرزاق (ج:6، ص:391) میں ہے۔

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي بَعْضُ بَنِي رَافِعٍ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ طَلَّقَ رَجُلٌ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُرَاجِعَهَا قَالَ إِنِّي قَدْ طَلَّقْتُهَا ثَلَاثًا فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُ وَقَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ﴾ الآية۔ قَالَ فَارْتَجَعَهَا۔

ابن عباس رضی اللہ عنھما سے مروی ہے کہ کسی شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی تھیں آپ نے اس کو رجوع کرنے کا حکم فرمایا، اس نے کہا کہ میں نے تین طلاقیں دی ہیں آپ نے فرمایا کہ میں جانتا ہوں اور یہ آیت پڑھی کہ اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) جب عورتوں کو طلاق دینا چاہو تو ان کی عدت میں دیا کرو۔ [عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما کہتے ہیں] پس اس نے اپنی بیوی کو واپس کیا۔

[صحت حدیث]

اس روایت میں ایک روای بعض بنی رافع بظاہر نامعلوم ہے لیکن حافظ ابن حجر نے تہذیب (ج 12 ص 387) اور تقریب (ص 650 طبع [مع حاشیہ امیر علی حنفی) میں بیان کیا ہے کہ ممکن ہے کہ یہ فضل بن عبداللہ بن ابی رافع مدنی ہے اور وہ راوی مشہور ہے جس کو ابن حبان نے "کتاب الثقات" (ج 5 ص 295 مطبوع ج 2 ص 192 قلمی) میں ذکر کیا ہے اور حافظ ذہبی نے الکاشف (ج 2 ص 382) میں اس کے متعلق فرمایا ہے کہ "وثق" یعنی اسکی توثیق کی گئی ہے اور تقریب التھذیب (ص 416) میں ہے کہ "مقبول"۔

گویا کہ یہ حدیث شہادت اور تائید کے لئے نہایت کافی ہے یہ روایت ابوداؤد (ص 498) میں بھی ہے

یہ آیت کریمہ [﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ﴾ الآیۃ] سورۃ الطلاق کے شروع میں ہے۔ اس میں صاف ظاہر ہے کہ طلاق عدت میں ہونی چاہئے یعنی کہ ہر ایک طہر میں الگ الگ ہونی چاہئے جیسا کہ حدیث سابقہ سے اور قول ابن عباس سے ظاہر ہوا پس اس شخص کو آپ (ﷺ) نے اس آیت کے تحت رجوع کروایا۔ ثابت ہوا کہ تین طلاقیں ایک مجلس میں ایک شمار ہونگی گویا کہ اس باب میں قرآن مجید سے یہ دوسری دلیل ہے۔

چوتھی حدیث

سَأَلَ أَبُو الْجَوْزَاءِ ابْنَ عَبَّاسٍ هَلْ عَلِمْتَ أَنَّ الثَّلَاثَ كَانَتْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ تُرَدُّ إِلَى الْوَاحِدَةِ قَالَ نَعَمْ۔ (سنن الدارقطنی ج 2 ص 56)	ابوالجوزاء نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپکو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تین طلاقیں ایک ہوتی تھیں تو کہا ہاں۔

[حدیث مذکورہ کی استنادی حیثیت]

یہ روایت مستدرک حاکم میں مروی ہے اور اس کو صحیح کہا گیا ہے اگرچہ اس کی سند میں ایک راوی عبداللہ بن مؤمل کی ہے اس کے متعلق تقریب التھذیب میں لکھا ہے کہ: ضعیف الحدیث۔ مگر

شہادت وتائید کے لئے ایسی روایتیں کام آجاتی ہیں اور اصل اعتماد مذکورہ احادیث صحیحہ پر ہے۔

پانچویں حدیث

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِذَا قَالَ أَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا بِفَمٍ وَاحِدٍ فَهِيَ وَاحِدَةٌ ۔

(ابو داؤد ج:1 ص:299)

ابن عباس نے فرمایا جب کوئی تین طلاقیں بفم واحد کہہ دے تو وہ ایک طلاق ہوگی۔یعنی ایک ہی بولی سے تین طلاقیں دیدیں تو وہ ایک ہی ہوگی۔

صحت حدیث

بقول حافظ ابن قیم اس کی سند بخاری کی شرط پر ہے۔(عون المعبود ج:2 ص:227)

یہ حدیث اگرچہ لفظاً موقوف ہے اور صحابی کا قول ہے مگر حکماً مرفوع ہے کیونکہ اس میں اجتہاد کا کوئی مساغ یا دخل نہیں ہے بلکہ [صحابی کا] ایسا قطعی فیصلہ نبوی فیصلہ پر موقوف ہوتا ہے۔

اور اگر صرف اس کو موقوف قرار دے دیں تو بھی مذکورہ بالا مرفوع احادیث کی اس سے زبردست تائید ہوتی ہے کیونکہ یہی صحابی ابن عباس رضی اللہ عنھما ان احادیث کے راوی اور ناقل اور انہی کے موافق فتویٰ دے رہا ہے۔

ایک طرف ان احادیث کی تقویت اور صحت معلوم ہوتی ہے تو دوسری طرف یہ بھی واضح ہوا کہ ان احادیث میں کسی تاویل کی مجال نہیں بلکہ ان میں صریحاً یہ حکم ہے کہ ایک ہی مجلس کی تین طلاقیں ایک ہی واقع [ہونگی] اور یہ حکم محکم ہے منسوخ نہیں۔کیونکہ قاعدہ مشہور ہے کہ الرَّاوِيُ أَدْرٰى بِمَرْوِيِّهٖ۔

[احناف کے دعویٰ اجماع کی حقیقت]

اور ابن عباس رضی اللہ عنہ [کے] اس فتویٰ سے [ان لوگوں کی] یہ بات بھی غلط ہوگئی جو کہتے ہیں کہ بیک وقت تین طلاقیں تین ہی شمار ہونگی اس پر اجماع ہوگیا ہے کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہ 68ھ میں فوت ہوئے یعنی خلیفہ رابع علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد بھی بیس سال سے زیادہ زندہ رہے کیونکہ ان کی وفات 40ھ میں ہوئی (الاصابۃ لابن حجر ج:2ص:326 ج:2ص:503) پس یہ جو امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تین نافذ کرنے کا فیصلہ ہوا اگرچہ وہ سیاسی تھا شرعی نہ تھا کما تقدم

جیسا کہ پہلے بیان ہوا تاہم اس وقت بھی صحابہ رضوان اللہ علیہم کا اجماع نہ تھا چونکہ ابن عباس کی مخالفت تھی' اس کے علاوہ اور بھی کئی صحابہ اس [ایک وقت کی تین طلاق کے ایک ہونے] کے قائل ہیں۔

فتح الباری (ج:9 ص:363 میں) ہے "نُقِلَ عَنْ عَلِيٍّ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرِ مِثْلُهُ" یعنی ان چار جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی اسی طرح منقول ہے۔ پس اجماع کا دعویٰ غلط ہے' بلکہ اس کے خلاف تین کے ایک ہونے کا فیصلہ پہلے منعقد ہو چکا تھا جیسا کہ پہلی حدیث سے معلوم ہوا' اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں یہی فیصلہ تھا' اور تین کو نافذ کرنے کا فیصلہ بعد کا حادث اور نیا ہے' اس سے پہلے ایک ہونے پر اتفاق تھا۔

علامہ ابن قیم [رحمہ اللہ] فرماتے ہیں۔

وَأَمَّا أَقْوَالُ الصَّحَابَةِ فَيَكْفِيْ كَوْنُ ذٰلِكَ عَلٰى عَهْدِ الصِّدِّيْقِ وَمَعَهُ جَمِيْعُ الصَّحَابَةِ لَمْ يَخْتَلِفْ عَلَيْهِ مِنْهُمْ أَحَدٌ۔ وَلَا حُكِيَ فِيْ زَمَانِهِ الْقَوْلَانِ۔ حَتّٰى قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: إِنَّ ذٰلِكَ إِجْمَاعٌ قَدِيْمٌ وَإِنَّمَا حَدَثَ الْخِلَافُ فِيْ زَمَنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاسْتَمَرَّ الْخِلَافُ فِي الْمَسْأَلَةِ إِلٰى وَقْتِنَا هٰذَا۔ كَمَا سَنَذْكُرُهُ۔

(إغاثة اللهفان ج:1 ص:307)

" (ایک مجلس میں تین طلاقیں ایک ہی شمار ہوں) اسکے متعلق صحابہ سے ثبوت کے بارے میں اتنا ہی کافی ہے کہ یہ فیصلہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں نافذ تھا اور سارے صحابہ ان کے ساتھ تھے کسی نے اختلاف نہیں کیا نہ کسی سے کوئی دوسرا قول منقول ہے حتیٰ کہ بعض علماء کا تو یہ کہنا ہے کہ یہ پرانا اجماع ہے اور اختلاف بعد میں پیدا ہوا۔ یعنی خلیفہ ثانی کے زمانہ میں اور وہ اختلاف اب تک باقی ہے۔ جیسا کہ ہم آگے ذکر کریں گے"

پھر آگے حافظ [ابن قیم رحمہ اللہ] موصوف اختلاف کی نوعیت یوں بیان کرتے ہیں کہ امام داؤد اور ان کے ساتھیوں نے یہ اختیار کیا ہے کہ اس طرح کی تین ایک ہی طلاق ہے اس طرح کئی علماء نے اس اختلاف کو ذکر کیا ہے۔ چنانچہ امام طحاوی نے " اختلاف العلماء " میں اور " تہذیب الآثار " میں اور ابو بکر جصاص رازی نے " احکام القرآن " میں اسی طرح امام ابن المنذر' امام ابن جریر اور امام محمد بن نصر مروزی نے بھی اختلاف کا ذکر کیا ہے۔

پھر فرماتے ہیں۔

وحكاه من المتأخرين المازري في كتاب المعلم وحكاه عن محمد بن مقاتل من أصحاب أبي حنيفة وهو من أجل أصحابهم من الطبقة الثالثة من أصحاب أبي حنيفة فهو أحد القولين في مذهب أبي حنيفة وحكاه التلمساني في شرح التفريع في مذهب مالك قولا في مذهبه بل رواية عن مالك وحكاه غيره قولا في المذهب فهو أحد القولين في مذهب مالك وأبي حنيفة وحكاه شيخ الإسلام عن بعض أصحاب أحمد وهو بحيث إذا وجد أسوء أحواله أن يكون كبعض أصحاب الوجوه في مذهبه كالقاضي وأبي الخطاب وهو أجل من ذلك فهو قول في مذهب أحمد كذلك

(إغاثة اللهفان ج:1 ص:307-308)

علامہ مازری نے "کتاب المعلم" میں اختلاف [نقل] کیا ہے اور نیز محمد بن مقاتل سے یہ قول نقل کیا ہے جو کہ امام ابوحنیفہ کے خاص ساتھیوں میں سے ہیں پس امام صاحب کے مذہب میں یہ بھی ایک قول ہے اور علامہ تلمسانی نے "شرح التفریع" میں امام مالک کے مذہب میں ایک قول نقل کیا ہے بلکہ امام مالک سے روایت نقل کی ہے۔ اس طرح ان دونوں اماموں مالک اور ابوحنیفہ کے مذہب میں یہ ایک قول ہے اور شیخ الاسلام (امام ابن تیمیہ) جو کہ کم از کم اصحاب الوجوہ فی المذہب کے درجہ پر ہیں انہوں نے بھی یہی اختیار کیا ہے اور امام احمد کے بعض ساتھیوں سے بھی نقل کیا ہے پس حنبلی مذہب میں بھی ایک قول ہے۔

اور فتح الباری (ج:9 ص:363 طبع سلفیہ) میں ہے۔

ونقل المغيث عن جماعة من مشايخ قرطبة كمحمد بن تقي بن مخلد ومحمد بن عبد السلام الخشني وغيرهما ونقله ابن المنذر عن أصحاب ابن عباس كعطاء وطاوس وعمرو بن دينار۔

علامہ مغیث نے بھی قرطبہ کے مشہور علماء محمد بن تقی بن مخلد اور محمد بن عبدالسلام خشنی وغیرہما سے بھی نقل کیا ہے اور تابعین میں سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگرد عطاء بن ابی رباح، طاؤس اور عمرو بن دینار سے بھی نقل کیا ہے۔

پس یہ دعویٰ کہ بیک وقت تین طلاقوں کو تین شمار کرنے پر اجماع ہے غلط ثابت ہوا بلکہ مسئلہ اختلافی ہے۔

[اختلاف کی صورت میں حکم]

اور اختلاف کی صورت میں یہ حکم ہے کہ:

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا﴾ (النساء) [ب:5 آیت:59]

پھر اگر کسی امر میں تم باہم اختلاف کرنے لگو تو اس امر کو اللہ اور رسول کی طرف حوالہ کر لیا کرو اگر تم اللہ پر اور یوم قیامت پر ایمان رکھتے ہو یہ امور سب بہتر ہیں اور ان کا انجام خوشتر ہے۔ (بیان القرآن تھانوی ج:1 ص:181)

اور حافظ ابن کثیر اس آیت کے تحت فرماتے ہیں۔

فَدَلَّ عَلٰی اَنَّ مَنْ لَّمْ یَتَحَاكَمْ فِیْ مَحَلِّ النِّزَاعِ اِلَی الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَلَا یَرْجِعُ اِلَیْهِمَا فَلَیْسَ مُؤْمِنًا بِاللّٰهِ وَلَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ (تفسیر ابن کثیر ج:1 ص:518)

اس آیت میں دلیل ہے کہ [جو شخص] اختلاف کے وقت قرآن و حدیث کی طرف فیصلہ نہیں لایا اور ان کے حکم کے طرف رجوع نہیں کیا تو وہ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والا نہیں ہے۔

[رجعی طلاق میں دوران عدت رجوع]

اور قرآن و حدیث سے اوپر ثابت ہوا اور یہ فیصلہ ظاہر ہوا کہ بیک وقت تین طلاقیں ایک ہی واقع ہوگی اور وہ رجعی ہے اور عدت کے اندر خاوند رجوع کر سکتا ہے۔ فرمان الٰہی ہے کہ:

﴿وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِیْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْا اِصْلَاحًا﴾ (البقرة) [ب:2 آیت:228]

اور ان عورتوں کے شوہر ان کے پھر لوٹانے کا حق رکھتے ہیں اس عدت کے اندر بشرطیکہ اصلاح کا قصد رکھتے ہوں (بیان القرآن تھانوی ج:1 ص:73)

اور عدت کی مدت اس آیت کے شروع میں بیان ہے کہ:

﴿وَالْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ﴾ (البقرة) [ب:2 آیت:228]

مطلقہ عورتیں تین قروء تک انتظار کریں۔

اور قروء سے مراد حیض ہو یا طہر بہر حال تین مہینہ تک عدت ہوگی اس اثناء میں رجوع کر سکتا ہے۔

[پہلی یا دوسری بار کی طلاق پر عدت گزرنے کی صورت میں تجدید نکاح]

لیکن اگر عدت گزر گئی اس کے بعد ان کی آپس میں صلح ہوتی ہے اور نیکی اور اصلاح کے ساتھ آباد ہونا چاہتے ہیں تو پھر نیا نکاح کر کے رہ سکتے ہیں چنانچہ فرمان الٰہی ہے کہ:

﴿وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَن يَنكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُم بِالْمَعْرُوفِ﴾

(البقرۃ) [پ:2:آیت:232]

اور جب تم میں سے ایسے لوگ پائے جائیں کہ وہ اپنی بیویوں کو طلاق دے دیں پھر وہ عورتیں اپنی میعاد بھی پوری کر چکیں تو تم ان کو اس امر سے مت روکو کہ وہ اپنے شوہروں سے نکاح کریں جب کہ باہم سب رضامند ہو جائیں۔ قاعدے کے موافق (بیان القرآن: ج1 ص 747)

اور یہ حکم دو مرتبہ طلاق تک ہے۔

[تیسری بار کی طلاق مغلظہ کے بعد رجوع کا حکم]

تیسری مرتبہ طلاق دینے کے بعد اب رجوع نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ وہ طلاق مغلظہ ہو چکی صرف ایک صورت ہے کہ وہ عورت عدت کے بعد کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے وہ اتفاق سے مر جائے یا کسی مجبوری کی بنا پر طلاق دیدے اور وہ مغلظہ ہو جائے اور قابل رجوع نہ رہے تو وہ عورت عدت گزارنے کے بعد پہلے خاوند سے نکاح کر سکتی ہے فرمان الٰہی ہے کہ:

﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ﴾

(البقرۃ) [پ:2:آیت:229]

طلاق دو مرتبہ ہے پھر خواہ رکھ لینا قاعدہ کے موافق خواہ چھوڑ دینا خوش عنوانی کے ساتھ۔

(بیان القرآن ج1 ص 73)

نیز ایک حدیث میں آیا ہے کہ کسی شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں طلاق دو مرتبہ ہونے کا ذکر کیا ہے اور تیسری کا کہاں ذکر ہے تو جواب میں فرمایا کہ آیت کا حصہ ﴿أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ﴾ یہ تیسری طلاق ہے (تفسیر ابن کثیر ج:1 ص:273)

صححہ ابن ابی حاتم و عبد بن حمید و احمد و سعید بن منصور من روایۃ ابی رزین الاسدی مرسلاً و من حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ موصولاً" اور موصول روایت سنن دارقطنی (ص 426 طبع ہند) میں بھی ہے۔ اور علامہ ابن الترکمانی الحنفی الجوہر النقی (ج 7 ص 340 فی ذیل السنن الکبری للبیہقی) میں امام ابن القطان سے موصول حدیث کا صحیح ہونا نقل کرتے ہیں۔

اور تیسری طلاق کے بعد یہ حکم ہے کہ:

﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا إِنْ ظَنَّا أَنْ يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ﴾	پھر اگر کوئی طلاق دیدے عورت کو تو پھر وہ اس کیلئے حلال نہ رہے گی اسکے بعد یہاں تک کہ وہ اسکے سوا ایک اور خاوند کے ساتھ نکاح کرے پھر اگر یہ اسکو طلاق دے دے تو ان دونوں پر اس میں کچھ گناہ نہیں کہ بدستور پھر مل جاویں بشرطیکہ دونوں غالب گمان رکھتے ہوں کہ خداوندی ضابطوں کو قائم رکھیں گے اور یہ خداوندی ضابطے ہیں حق تعالیٰ انکو بیان فرماتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے جو دانشمند ہیں
(البقرہ پ: 2-آیت: 230)	(بیان القرآن ج 1 ص 44)

یہ حکم تیسری طلاق کے بعد ہے کیونکہ آیت ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ﴾ اس سے پہلے ہے جس میں دو طلاقوں کا حکم بیان ہے اور یہاں فرمایا ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا﴾ یعنی اگر خاوند ثانی طلاق دے دے یہ جملہ واضح کرتا ہے کہ وہ اس کی مرضی پر ہے کہ طلاق دے یا نہ دے۔

مروجہ حلالہ کی شرعی حیثیت

لیکن نکاح ثانی اس خیال سے کرانا کہ وہ شادی کے بعد طلاق دے دے اور اس سے اس کی شرط کرنا جس کو حلالہ کہا جاتا ہے یہ ایک حرام اور ملعون فعل ہے چنانچہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المحلل والمحلل لہ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلالہ کرنے اور کرانے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔
(ترمذی ج 1 ص 133)	

امام ترمذی (رحمہ اللہ) اس حدیث کو لا کر فرماتے ہیں۔

هذا حديث حسن صحيح .... وقد روي هذا الحديث عن النبي صلى الله عليه وسلم من غير وجه والعمل على هذا عند أهل العلم من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم منهم عمر بن الخطاب وعثمان بن عفان وعبد الله بن عمرو وغيرهم وهو قول الفقهاء من التابعين وبه يقول سفيان الثوري وابن المبارك والشافعي وأحمد وإسحاق وسمعت الجارود يذكر عن وكيع أنه قال: بهذا وقال ينبغي أن يرمى بهذا الباب من قول أصحاب الرأي۔

یعنی یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس پر علماء صحابہ کا عمل ہے مثلاً عمر فاروق رضی اللہ عنہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اور یہی قول فقہاء تابعین کا اور ائمہ حدیث سفیان الثوری، عبداللہ بن المبارک، شافعی، احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ اور وکیع بن جراح کا ہے، بلکہ وکیع نے کہا کہ اہل الرائے کا حلالہ کے جواز کا قول پھینک دینے کے قابل ہے۔

اسی طرح اس حدیث کو ابن قطان نے بھی صحیح کہا ہے، اور ابن دقیق العید نے شرط بخاری پر کہا ہے (التلخیص الحبیر ج:3 ص:170)۔

اور امام ترمذی اس باب میں جابر بن عبداللہ اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کی حدیثیں بھی [لائے] ہیں۔

نیز مسند احمد میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت بھی ہے، اس کے راوی سب ثقات ہیں اور امام بخاری نے اس کو حسن کہا ہے۔

اور ابن ماجہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ اور عقبہ بن عامر کی حدیثیں ہیں۔ (إغاثة اللهفان ج:1 ص:277-288)۔

اور معجم الصحابہ لابن قانع میں عمر اللیثی کی حدیث بھی ہے (التلخیص الحبیر ص:171 ج:1)۔ اس کی سند میں قدرے ضعف ہے مگر شہادت و تائید کے لئے کام دے سکتی ہے۔

[مروجہ حلالہ پر لعنت کی احادیث متواتر ہیں]

اور کثرت طرق کی بناء پر علامہ عبدالعزیز الغماری نے (اتحاف ذوی الفضائل المشتھرۃ ص:110) میں اس کو متواتر کہا ہے۔

پس جو فعل ایسا برا ہو جس کے کرنے اور کرانے والے دونوں پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم لعنت بھیجیں وہ ہرگز جائز نہیں ہو سکتا ہے۔

علامہ امیر یمانی صاحب سبل السلام (ص:126 ج:3) میں ابن مسعود کی حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

وَالْحَدِيثُ دَلِيلٌ عَلَى تَحْرِيمِ التَّحْلِيلِ لِأَنَّهَا لَا يَقُومُ اللَّعْنُ إِلَّا عَلَى فَاعِلِ الْمُحَرَّمِ وَكُلُّ مُحَرَّمٍ مَنْهِيٌّ عَنْهُ وَالنَّهْيُ يَقْتَضِي فَسَادَ الْعَقْدِ (اھ)۔

یہ حدیث حلالہ کے حرام ہونے پر دلیل ہے کیونکہ لعنت اس شخص پر ہو سکتی ہے جو حرام کام کا مرتکب ہو اور حرام کام ممنوع ہوتا ہے اور اسکا ممنوع ہونا دلیل ہے اس پر کہ اس قسم کا عقد اور نکاح فاسد اور باطل ہے۔

[مروجہ حلالہ کے متعلق صحابہ کا موقف]

بلکہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:۔

كُنَّا نَعُدُّ هٰذَا سِفَاحًا عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم اس (حلالہ) کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں زنا شمار کرتے تھے۔

(المستدرک للحاکم ص:199 ج:2)

اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا: "كُنَّا" (ہم صحابہ) یہ اجماع صحابہ پر دلالت کرتا ہے۔

جیسا کہ اصول فقہ کی کتاب "فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت (ص:162 ج:2) بحی ذیل المستصفی للغزالی" میں مذکور ہے" اس کا مطلب ہے کہ سارے صحابہ حلالہ کو زنا سمجھتے تھے۔

[مروجہ حلالہ کے متعلق امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فیصلہ]

اور امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ حلالہ کرنے اور کرانے والے دونوں کو رجم کی سزا دینے کے قائل تھے۔(مصنف ابن ابی شیبہ ص:294' ج:4)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلالہ کرنے والے کو تیس مستعار یعنی عاریۃً لایا ہوا[سانڈھ] بکرا کہا ہے(المستدرک للحاکم ص:199' ج:2)

اور علامہ قاسم بن قطلوبغا حنفی نے تخریج احادیث اصول البزدوی (ص:17) میں اس حدیث کے متعلق لکھا ہے کہ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ (اھ)۔

[مروجہ حلالہ کے متعلق شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کا فیصلہ]

اور شاہ ولی اللہ دہلوی فرماتے ہیں۔

وَلَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَہٗ.

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حلالہ کرنے والے پر اور اس شخص پر جس کیلئے وہ حلالہ کرتا ہے لعنت کی ہے۔

اَقُوْلُ لَمَّا کَانَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّنْکِحُ لِمُجَرَّدِ التَّحْلِیْلِ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّقْصُدَ بِنْھَا تَعَاوُنًا فِی الْمَعِیْشَۃِ وَلَا یَتِمُّ بِذٰلِکَ الْمَصْلَحَۃُ الْمَقْصُوْدَۃُ وَاَیْضًا فَفِیْہِ وَقَاحَۃٌ وَّ اِھْمَالُ غَیْرَۃٍ وَّ تَسْوِیْغُ اِزْدِحَامٍ عَلَی الْمَوْطُوْاَۃِ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّدْخُلَ فِیْہِ تَضَاعِیْفُ الْمُعَاوَنَۃِ نَھٰی عَنْہُ

میں کہتا ہوں چونکہ بہت سے لوگ محض حلالہ کی غرض سے نکاح کرتے ہیں اور اس نکاح سے ان کی غرض معیشت میں معاونت کرنا نہیں ہوتا' اور اس سے وہ مصلحت پوری نہیں ہوتی جو نکاح سے مقصود ہے' اور نیز اس سے بے حیائی اور بے غیرتی ہے' اور بلا اس کے کہ معاونت میں کچھ زیادتی ہو ایک عورت پر کئی مردوں کے جمع ہونے کو جائز رکھنا ہے اور اس لئے آپ نے اس سے منع فرمایا۔

(حجۃ اللہ البالغۃ ص: 139' ج:4 (نعمۃ اللہ السابغۃ ترجمۃ حجۃ اللہ البالغۃ مصنفہ ابو محمد عبد الحق حقانی ص:400' ج:4 اصح المطابع) مطبع میریۃ' مصر)

الحاصل

حلالہ فعل ملعون اور بے غیرتی کا نتیجہ ہے علامہ ابن قیم نے اعلام الموقعین (ص 54 تا 61' ج:3) میں اس پر طویل بحث کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ یہ حلالہ کا نکاح متعہ سے بھی بدتر ہے۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو امن میں رکھے۔ آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

فتاوی
مولانا سلطان محمود رحمہ اللہ
شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ
محمد افضل خلیل احمد الاثری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک مجلس کی تین طلاق اور مروجہ حلالہ کے بارے میں

مفتی اعظم پاکستان محدث العصر مولانا سلطان محمود رحمہ اللہ تعالی۔ کا فتویٰ

سوال۔ ایک شخص اپنی بیوی سے جھگڑتے ہوئے کہتا ہے کہ میں نے تجھے چھوڑا، چھوڑا، چھوڑا، چھوڑا، چھوڑا، توں میرے پر حرام ہے۔ اس کے بعد وہ کچھ لوگوں کے پوچھنے پر کہتا ہے کہ میں نے اسے چھوڑ دیا ہے۔ کیا مذکورہ صورت میں طلاق واقع ہوگئی ہے، اور کتنی؟ مکمل شرعی حکم بیان کیا جائے۔

الجواب۔ مسئولہ صورت میں طلاق واقع ہوگئی ہے کیونکہ لفظ چھوڑا، اور توں میرے پر حرام ہے طلاق کے لیے مستعمل ہیں۔ جبکہ عورت کو خطاب کرکے کہے جائیں۔ البتہ الفاظ مذکورہ سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگی۔ کیونکہ لفظ چھوڑا کا تکرار اور توں میرے پر حرام ہے، تاکیدی طور پر واقع ہوئے ہیں۔ کچھ لوگوں کے پوچھنے پر جواب نے" میں نے اسے چھوڑ دیا ہے،، کہا ہے وہ پہلی طلاق کی خبر دے رہا ہے، مزید طلاق نہیں دے رہا۔ اگر طلاق دینے والے نے الفاظ طلاق کے تکرار سے بالفرض تین طلاق کی نیت بھی کی ہو تو بھی شرعاً ایک طلاق واقع ہوگی۔ کیونکہ ایک مجلس کی دی ہوئی تین طلاق شرعاً ایک طلاق ہوتی ہے۔ قرآن پاک میں ہے۔

﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ﴾ (سورۃ البقرہ آیت نمبر 229)

یعنی طلاق دو بار ہے دو بار طلاق کے بعد رجوع کرے یا تیسری طلاق دے دے۔ اور مسئولہ صورت میں ایک بار طلاق ہوئی ہے، لہذا رجوع کر سکے گا۔ اسی قسم کا ایک واقعہ رسول اللہ ﷺ کے دور

میں ہوا، مسند احمد (جلد نمبر 1 ص 255) میں ہے:-

﴿عن ابن عباس قال: طلق رکانة بن عبد یزید اخو بنی مطلب امرأته ثلاثا فی مجلس واحد، فحزن علیها حزنا شدیدا - قال: فسأله رسول الله صلی الله علیه وسلم کیف طلقتها؟ قال: طلقتها ثلاثا - قال: فقال فی مجلس واحد؟ قال: نعم - قال: فإنما تلك واحدة فارجعها إن شئت - قال: فراجعها﴾

(إسناده صحیح - فتح الباری شرح صحیح بخاری ج 9 ص 362)

یعنی رکانہ صحابی رضی اللہ عنہ نے اپنی عورت کو تین طلاق دے دی، اور پھر بہت پچھتایا - رسول اللہ ﷺ نے اس سے دریافت کیا: تو نے کیسے طلاق دی؟ اس نے کہا تین طلاقیں - آپ ﷺ نے فرمایا ایک مجلس میں؟ اس نے کہا: ہاں - آپ ﷺ نے فرمایا: تو یہ ایک ہے - اگر تم چاہو تو رجوع کر لو - چنانچہ حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ نے رجوع کر لیا -

نیز صحیح مسلم (جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 477) میں ہے - عن ابن عباس قال کان الطلاق علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم وابی بکر وسنتین من خلافة عمر طلاق الثلث واحدة -

یعنی حضرت ابن عباس - رضی اللہ عنہ - نے کہا، رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر - رضی اللہ عنہ - کے زمانہ میں اور شروع خلافت حضرت عمر - رضی اللہ عنہ - میں ایک مجلس کی تین طلاق ایک ہوا کرتی تھی -

لہذا مذکورہ صورت میں چونکہ ایک مجلس میں الفاظ طلاق مرد نے واقع کیے ہیں، لہذا شرعاً ایک طلاق رجعی ہوگی، دوسرے لوگوں کے پاس اس نے پہلی دی ہوئی طلاق کی خبر دی ہے - نئی طلاق واقع نہیں کی جیسا کہ الفاظ سوال سے واضح ہو رہا ہے - شخص مذکور عدت کے اندر رجوع کر سکتا ہے اور عدت گزر جانے کے بعد نکاح کے ذریعے عورت مرد ازدواجی تعلقات قائم کر سکتے ہیں -

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب -

1400/1/27ھ

(2) سوال: -ایک مجلس میں تین طلاق دینے کی صورت میں کیا عورت کو حلالہ کرانا پڑے گا یا مرد کو رجوع کا حق حاصل ہے؟

الجواب: -مرد کو عدت کے اندر رجوع کا حق حاصل ہے، اور عدت کے بعد نکاح جدید باہمی رضامندی سے ہو سکتا ہے- حلالہ ایک غیر شرعی کام ہے، اور بے غیرتی کا رویہ، اس قسم کی بے ہودگی کی اسلام قطعاً اجازت نہیں دیتا-

آیت قرآنی-

﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ (سورۃ البقرۃ آیت: 230)

میں حکم ہے کہ اگر مرد دو 2 مختلف مواقع پر عورت کو طلاق دے چکا ہے جیسا کہ "اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ" میں بیان ہے، اس کے بعد وہ تیسری طلاق دے دیتا ہے تو وہ عورت اس کے لیے کبھی بھی حلال نہیں ہے، بلا یہ کہ وہ عورت دوسرے خاوند سے نکاح کرے، اس کا وہ خاوند مر جائے یا اتفاقاً وہ طلاق دے دے، پھر یہ عورت پہلے خاوند کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے-

اگر کسی خاص منصوبہ کے تحت عورت نکاح اور دوسرا مرد مجامعت کرے تو یہ حلالہ مروجہ ہے اور زنا کے حکم میں ہے- نہ ہی نکاح موقت شرعاً کوئی نکاح ہے- موطا امام مالک میں ہے- قَالَ مَالِكٌ فِي الْمُحَلِّلِ إِنَّهُ لَا يُقِيمُ عَلَى نِكَاحِهِ ذَلِكَ حَتَّى يَسْتَقْبِلَ نِكَاحًا جَدِيدًا فَإِنْ أَصَابَهَا فِي ذَلِكَ فَلَهَا مَهْرُهَا-

(باب نکاح المحلل و ما أشبهه ص 532 ج 2 طبع تحقیق محمد فواد عبدالباقی)

رسول اللہ ﷺ نے حلالہ کرنے اور کرانے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے-

لہٰذا اس قسم کی بے غیرتی کا کام بالکل نہ کیا جائے حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں- لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ-

(ابن ماجه ص: 139 -عن علي وابن عباس رضي الله عنهما)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب-

شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ تعالیٰ۔ کا فتویٰ

ایک کلمہ سے تین طلاق

اخبار الدعوۃ (سعودیہ) شمارہ نمبر 1006 جمع وترتیب شیخ محمد المسند۔ ترجمہ: محمد افضل الاثری

(346) قاری (اخبار الدعوۃ) نے دو سوال بھیجے ہیں ان میں کہتا ہے۔

نمبر 1:۔ ایک مرد نے اپنی بیوی کو ایک کلمہ سے تین طلاق دے دی ہیں۔ اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ جب مرد اپنی بیوی کو تین طلاق با یں کلمہ دے کہ " انت طالق بالثلاث " تو تین طلاق والی ہے۔ یا کہتا ہے " مطلقة بالثلاث " تو تین طلاق دی ہوئی ہے۔ تو جمہور اہل علم اس بات کی طرف گئے ہیں کہ وہ تین واقع ہو جائیں گی اور وہ عورت اپنے شوہر پر حرام ہو جائیگی جب تک کہ وہ عورت کسی دوسرے مرد سے نکاح رغبة (باقاعدہ مستقل زندگی گزارنے کی نیت سے نکاح) نہ کرلے۔ نہ کہ حلالہ والا نکاح، پھر وہ (دوسرا) مرد اس سے ہمبستر ہو، پھر وہ اُس عورت سے موت یا طلاق کے ذریعہ مفارقت کرلے۔ اور ان علماء نے دلیل اس سے لی ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس کو لوگوں پر نافذ کر دیا تھا۔

دوسرے اہل علم اس بات کی طرف گئے ہیں کہ وہ ایک طلاق ہوگی۔ اور جب تک عورت عدت میں ہے شوہر رجوع کر سکتا ہے۔ اگر عدت ختم ہوگئی تو تجدید نکاح سے یہ عورت اس کیلئے حلال ہوگی۔ ان علماء نے اس پر دلیل لی ہے جو صحیح مسلم میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔ فرماتے ہیں: عن ابن عباس رضی الله عنهما قال: كَانَ الطَّلَاقُ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَعَهْدِ أَبِي بَكْرٍ - رضی الله عنه - وَسَنَتَيْنِ مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ - رضي الله عنه - طَلَاقُ الثَّلَاثِ وَاحِدَةً - فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّ النَّاسَ قَدِ اسْتَعْجَلُوا فِي أَمْرٍ كَانَتْ لَهُمْ فِيهِ أَنَاةٌ فَلَوْ أَمْضَيْنَاهُ عَلَيْهِمْ فَأَمْضَاهُ عَلَيْهِمْ وفي رواية أخرى لمسلم - أَنَّ أَبَا الصَّهْبَاءِ قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ

عَنْهُمَا -: أَلَمْ تَكُنِ الثَّلَاثُ تُجْعَلُ وَاحِدَةً فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَهْدِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ ثَلَاثٍ سِنِيْنَ مِنْ عَهْدِ عُمَرَ - رضی الله عنه - قَالَ: بَلٰى -

رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اور عمر رضی اللہ عنہ کے (شروع کے) دو رخلافت کے دو سالوں میں تین طلاق ایک ہوا کرتی تھی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا لوگ اس معاملہ میں جلدی کرنے لگے ہیں جس میں ان کو مہلت تھی۔ اگر اس کو ہم نافذ کر دیں تو! پس انہوں نے نافذ کر دیا۔

مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ ابو الصھبا نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا! کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد اور عمر رضی اللہ عنہ کے تین سالہ عہد میں تین طلاق ایک نہیں بنائی جاتی تھی؟ انہوں نے جواب دیا: کیوں نہیں۔

نیز ان علماء نے حجت پکڑی ہے جو امام احمد نے مسند میں عمدہ سند سے روایت کی ہے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما سے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَبَا رُكَانَةَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فَحَزِنَ عَلَيْهَا، فَرَدَّهَا عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: (إِنَّهَا وَاحِدَةٌ)

کہ ابو رکانہ نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دیں پھر اس پر غمگین ہوا۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس پر واپس کرا دیا اور فرمایا: وہ ایک ہوئی ہے۔

اس حدیث اور اس سے پہلے والی حدیث کو ان علماء نے اس پر محمول کیا ہے کہ تین طلاق بیک کلمہ دی ہوں۔ جمع کرتے ہوئے ان دونوں حدیث اور اللہ عزوجل کے قول ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ﴾ (طلاق دو بار کی ہے) اور اللہ عزوجل کے قول ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ الآیۃ (پس اگر اس عورت کو طلاق دے دی تو اس کے لئے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے شوہر سے نکاح نہ کر لے۔) کے درمیان۔

اور اسی بات کی طرف صحیح روایت میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ گئے ہیں۔ ایک اور روایت میں

اکثر کے قول کی طرف گئے ہیں۔

اس (تین) کو ایک قرار دینے کا قول علی، عبدالرحمن بن عوف، زبیر بن عوام۔ رضی اللہ عنھم اجمعین سے بھی مروی ہے۔ تابعین کی ایک جماعت، اور صاحب سیرت محمد بن اسحق اور اہل علم متقدمین و متاخرین بھی یہی کہتے ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ۔ اور ان کے شاگرد علامہ ابن قیم رحمھما اللہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔

وَهُوَ الَّذِيْ أُفْتِيْ بِهِ لِمَا فِيْ ذٰلِكَ مِنَ الْعَمَلِ بِالنُّصُوْصِ كُلِّهَا وَلِمَا فِيْ ذٰلِكَ أَيْضًا مِنْ رَحْمَةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَالرِّفْقِ بِهِمْ۔

میں (ابن باز) بھی اسی بات کا فتویٰ دیتا ہوں اس لئے کہ اس میں تمام نصوص پر عمل ہے۔ اور اس لئے بھی کہ مسلمانوں کیلئے اس میں رحمت اور نرمی ہے۔

ابن باز، الدعوۃ 1006

الطلاق ثلاثا بكلمة واحدة

○ قارىء ارسل سؤالين يقول فيهما :

الأول : رجل طلق امرأته ثلاثا بكلمة واحدة فما الحكم ؟ ابن باز

الجواب : اذا طلق الرجل امراته بالثلاث بكلمة واحدة كان يقول لها انت طالق بالثلاث او مطلقة بالثلاث فقد ذهب جمهور أهل العلم الى انها تقع بها الثلاث على المرأة وتحرم على زوجها بذلك حتى تنكح زوجا غيره نكاح رغبة لا نكاح تحليل ويطأها ثم يفارقها بموت أو طلاق واحتجوا على ذلك بأن عمر بن الخطاب رضي الله عنه امضاها على الناس وذهب اخرون من أهل العلم الى انها تعتبر طلقة واحدة وله مراجعتها ما دامت في العدة فان خرجت من العدة حلت له بنكاح جديد واحتجوا على ذلك بما ثبت في صحيح مسلم عن ابن عباس رضي الله عنهما قال : كان الطلاق على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وعهد ابي بكر رضي الله عنه وسنتين من خلافة عمر رضي الله عنه طلاق الثلاث واحدة فقال عمر ان الناس قد استعجلوا في امر كانت لهم فيه اناة فلو امضيناه عليهم فامضاه عليهم وفي رواية اخرى لمسلم ان ابا الصهباء قال لابن عباس رضي الله عنهما ألم تكن الثلاث تجعل واحدة في عهد النبي صلى الله عليه وسلم وعهد ابي بكر رضي الله عنه وثلاث سنين من عهد عمر رضي الله عنه قال بلى واحتجوا أيضا بما رواه الامام أحمد في المسند بسند جيد عن ابن عباس رضي الله عنهما أن أبا ركانة طلق امرأته ثلاثا فحزن عليها فردها عليه النبي صلى الله عليه وسلم وقال (انها واحدة) وحملوا هذا الحديث والذي قبله على الطلاق بالثلاث بكلمة واحدة جمعا بين هذين الحديثين وبين قوله تعالى

« الطلاق مرتان » وقوله عز وجل « فان طلقها فلا تحل له من بعده حتى تنكح زوجا غيره » الآية . وذهب الى هذا القول ابن عباس رضي الله عنهما في رواية صحيحة عنه وذهب الى قول الأكثرين في الرواية الاخرى عنه ويروى القول بجعلها واحدة عن علي وعبد الرحمن بن عوف والزبير بن العوام رضي الله عنهم جميعا وبه قال جماعة من التابعين ومحمد بن اسحاق صاحب السيرة وجمع من اهل العلم من المتقدمين والمتاخرين واختاره شيخ الاسلام ابن تيمية وتلميذه العلامة ابن القيم رحمة الله عليهما وهو الذي افتي به لما في ذلك من العمل بالنصوص كلها ولما في ذلك أيضا من رحمة المسلمين والرفق بهم .

ابن باز — الدعوة ١٠٠٦

شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ تعالیٰ مفتی اعظم سعودی عرب کے اصل فتویٰ کا عکس

محترم جناب مفتی صاحب!

درج ذیل مسئلہ کے سلسلے میں آپ سے قرآن و حدیث کی روشنی میں رہنمائی چاہتا ہوں۔ مسئلہ یہ ہے کہ میں نے اپنی بیوی کو AFFADAVIT پر طلاق نامہ ارسال کیا لیکن فوری طور پر دوبارہ اس سے رجوع بھی کر لیا کیونکہ طلاق نامہ سے کافی عرصہ کے بعد ملا اس لئے میں نے درمیان میں ایک اخبار میں اس کی تنسیخ کا اشتہار بھی جاری کرا دیا تھا۔ بیوی سے رجوع کرنے کے بعد (قریباً ایک سال بعد) کچھ احباب کی طرف سے یہ اعتراض لگایا گیا کہ چونکہ سرکاری کاغذ پر طلاق دی گئی ہے اس لئے تین طلاقیں ہو گئی ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ اس سلسلے میں واضح رہنمائی فرما کر یہ ابہام دور کریں کہ دوران مدت میرے رجوع کرنے سے معاملہ ازدواجی برقرار ہے یا نہیں؟ اور اس کی شرعی حیثیت کے اعتبار سے بھی روشنی ڈالئے۔ دوسرا یہ کہ جب کے ایم سی کے آفس میں جا کر میں نے اس طلاق نامہ کی تنسیخ کا ثبوت پیش کیا تو انہوں نے بھی جواب دیا کہ جب دونوں فریقین راضی ہیں تو پھر نکاح برقرار ہے۔ آپ قرآن و حدیث کی روشنی میں اس کی مزید وضاحت فرما کر شکریہ کا موقع دیں تاکہ لوگوں کے اعتراضات بھی ختم ہو سکیں۔ (ایک سائل)

الجواب

الجواب بعون الملک الوھاب ومنه الصدق والصواب۔ مسئولہ صورت میں باحترام و شرط صحت سوال ایک طلاق رجعی واقع ہو گئی ہے، اور سائل نے دوران عدت رجوع بھی کر لیا ہے لہٰذا دونوں کی ازدواجی زندگی حسب شریعت درست ہے۔ سوالنامہ میں درج بعض امور پر وضاحتیں۔

(1) طلاق زبانی یا تحریری صورت میں دینے سے نافذ ہو جاتی ہے چاہے عورت تک پہنچے یا نہ پہنچے نیز چاہے ہنسی مذاق میں دی جائے یا پختہ ارادہ و عزم کے ساتھ جیسا کہ حدیث نبوی ﷺ ہے۔ عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثَلَاثٌ جِدُّهُنَّ جِدٌّ وَهَزْلُهُنَّ جِدٌّ: اَلنِّكَاحُ وَالطَّلَاقُ وَالرَّجْعَةُ۔ (ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

یعنی تین کام ہنسی مذاق یا پختہ ارادہ و قصد کے ساتھ جیسے بھی کئے جائیں ہو جائیں گے

نمبر 1 نکاح نمبر 2 طلاق نمبر 3 رجوع۔

اس حدیث کے بموجب اخبار میں تنسیخ کا اشتہار دینے کی ضرورت نہیں رہ جاتی، البتہ رجوع کا حق مرد کو رجعی طلاق کی صورت میں حاصل ہے وہ چاہے زبانی کر لے یا اخبارات میں اشتہارات دے کر۔ بہر حال طلاق ہر صورت میں نافذ ہو جاتی ہے۔

(2) رجعی طلاق کی صورت میں دورانِ عدت شوہر کو شریعت نے رجوع کرنے کا حق دیا ہے۔ یاد رہے کہ عورت اگر حاملہ نہیں تو عدت تین ماہ اور حاملہ ہونے کی صورت میں عدت تا وضع حمل ہے

﴿وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ﴾ (سورة البقرہ - آیت نمبر 228)

﴿وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ (سورة الطلاق - آیت نمبر 4 ص 28)

(3) رجعی طلاق کی صورت میں اگر عدت گزر جائے تو پھر بھی عورت اور مرد کی رضامندی کی صورت میں شریعت نے عورت کے ولی کو پابند کیا ہے کہ دوبارہ تجدید نکاح کر دیں جیسا کہ سورة البقرۃ آیت نمبر 232 میں ذکر ہے۔ اس کا شانِ نزول اور پس منظر، پیش منظر معقل بن یسار۔ رضی اللہ عنہ کا تفصیلی واقعہ صحیح بخاری کتاب التفسیر۔ کتاب النکاح۔ کتاب الطلاق۔ میں، نیز دیگر کتب احادیث میں بالتفصیل موجود ہے۔

(4) یاد رہے کہ عورت کے ولی کی رضامندی بھی نکاح میں شرط ہے۔ موجودہ عدالتی نکاح بغیر ولی کی رضامندی کے شرعاً ناجائز اور حرام ہیں۔

(5) نیز یہ بھی ملحوظ رہے کہ تجدید نکاح کی صورت میں اور رجعی طلاق کی صورت میں مروجہ حلالہ کی قطعاً ضرورت نہیں اور ویسے بھی مروجہ حلالہ شرعاً ناجائز، حرام، بدتر از زنا اور انسانی بے غیرتی کا شاہکار ہے۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهٗ۔ (ترمذی)

(6) ایک وقت میں ایک طلاق ہوتی ہے چاہے جتنے بھی الفاظ طلاق کیلئے طلاق دینے والے نے بولے یا لکھے ہوں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ﴾ (سورة البقرۃ آیت: 229) یعنی طلاق دو بار ہے دو بار طلاق کے بعد رجوع کر لے یا تیسری طلاق دے کر چھوڑ دے۔ اس آیت میں "مَرَّتٰنِ" کا لفظ وارد ہے جس کا معنی دو بار ہے جس سے

صاف واضح ہے کہ پہلی بار اور دوسری بار کی طلاق رجعی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جو کام ایک وقت یا ایک مجلس میں ہو وہ جتنا بھی ہو، بار ایک ہوگی مثلاً ایک شخص کہتا ہے کہ میں ایک بار پانی پی لوں اور وہ تین گھونٹ یا تین گلاس پی لیتا ہے تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ اس نے تین بار پیا ہے۔ بعینہ طلاق ہے۔ اس کی مزید وضاحت حدیث رکانہ۔ رضی اللہ عنہ سے ہوتی ہے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یک مجلس انہوں نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دیں پھر اس پر بہت غمگین اور افسردہ ہوئے نبی ﷺ نے تمام تفصیلات معلوم کرنے کے بعد فرمایا فَإِنَّمَا تِلْكَ وَاحِدَةٌ فَارْجِعْهَا إِنْ شِئْتَ فَرَاجَعَهَا - (مسند امام احمد ج 1 ص 265 - نیز فتح الباری شرح البخاری ج نمبر 9 ص نمبر 362) یعنی یہ ایک طلاق ہوئی ہے رجوع کرنا چاہو تو کر سکتے ہو۔ عبداللہ بن عباس۔ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں انہوں نے رجوع کر لیا۔ هٰذَا مَا عِنْدَنَا وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ - وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى وَسَلَّمَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ -

کتبہ بیدہ محمد افضل خلیل احمد الاثری

9 جمادی الاول 1422ھ- 31/7/2001

شوہر کا بیوی کے لئے طلاق اور ان الفاظ کا استعمال کرنا کہ "تو مجھ پر حرام ہے"

سوال- میرے شوہر نے مجھے ایک مہینہ پہلے ان الفاظ میں "کہ میں نے تجھے طلاق دی" کہا- پھر چند روز بعد معافی تلافی کی اور رجوع کر لیا- پھر اس کے چند روز بعد پھر کسی چھوٹی بات بلکہ بات بے بات پر وہ یہ کہتے رہے جھگڑے کے دوران کہ میں ایک طلاق دے چکا اب تو نکل جا' ایک ماہ بعد یہ کہا تو مجھ پر حرام ہے اور تیرا یہاں رہنا حرام ہے اور بعض دفعہ ان الفاظ کو کہتے ہوئے ہاتھ میں پنج سورۃ بھی ہوتی تھی یعنی قرآن پڑھتے پڑھتے اس طرح کی گفتگو ہوتی تھی- اب سوال یہ ہے کہ یہ الفاظ کہ "تو مجھ پر حرام ہوگئی" کہنے سے کیا دوسری طلاق واقع ہوگئی؟ اگر ہوگئی؟

سوال-2- رجوع نہ کرنے کی صورت میں مزید کتنے عرصہ بعد تیسری طلاق واقع ہوگی؟

الجواب- بعون الوھاب و منه الصدق و الصواب- مسئولہ صورت میں بالتزام صحت سوال پہلے ایک بار طلاق دینے کے بعد یہ کہنا کہ "تو مجھ پر حرام ہے اور تیرا یہاں رہنا حرام ہے" اس کا بظاہر اس طرح استعمال طلاق پر دلالت کرتا ہے اگر واقعتاً شوہر کی نیت اس سے طلاق ہے تو طلاق واقع ہو جائے گی- پھر بموجب حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم "إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ"۔ (بخاری- مسلم) اور اس صورت میں یہ دوسری طلاق ہوگی-

اگر شوہر کا مقصد طلاق نہیں اور وہ اس پر حلفیہ بیان دے سکتا ہے تو پھر یہ قسم ہے اور اس صورت میں میاں بیوی کی حیثیت سے زندگی گزارنے کی صورت میں کَفَّارَۃُ الْیَمِیْنِ شوہر پر ادا کرنا فرض ہے-

1 عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ فِي الْحَرَامِ يُكَفِّرُ ' وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَقَدْ كَانَ

لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ- (صحیح بخاری :729/2- کتاب التفسیر بَابٌ ﴿ یٰاَیُّہَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ﴾-

2-عَنۡ سَعِیۡدِ بۡنِ جُبَیۡرٍ عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍ اَنَّہٗ قَالَ کَانَ یَقُوۡلُ فِی الۡحَرَامِ یَمِیۡنٌ یُکَفِّرُہَا ' وَقَالَ ابۡنُ عَبَّاسٍ لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ- (مسلم: 478/1- بَابُ الۡکَفَّارَۃِ عَلٰی مَنۡ حَرَّمَ اِمۡرَاَتَہٗ وَلَمۡ یَنۡوِ الطَّلَاقَ)

3-عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَتَاہُ رَجُلٌ فَقَالَ اِنِّیۡ جَعَلۡتُ امۡرَاَتِیۡ عَلَیَّ حَرَامًا قَالَ کَذَبۡتَ لَیۡسَتۡ عَلَیۡکَ بِحَرَامٍ ثُمَّ تَلَا ھٰذِہِ الۡاٰیَۃَ﴿ یٰاَیُّہَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ﴾- عَلَیۡکَ اَغۡلَظُ الۡکَفَّارَۃِ عِتۡقُ رَقَبَۃٍ (سنن نسائی ط: سلفیہ ج 2ص:92 کتاب الطلاق- تأویل قولہ تعالیٰ: ﴿یٰاَیُّہَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ﴾ فتح الباری 288/9- وفیہ أیضاً: أخرجہ النسائی و ابن مردویہ)

مذکورہ بالا تین روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص اپنی بیوی کو اگر یہ کہہ دے: تو مجھ پر حرام ہے اس شخص پر قسم والا کفارہ ہوگا-سنن نسائی کی روایت کے بموجب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو یہ جواب دیا تھا کہ کفارۂ کی قسم سخت ترین قسم ''گردن کی آزادی'' کی صورت میں تم کفارہ دو-

قرآنِ مجید (سورۃ المائدہ پارہ: 7' آیت: 89) میں قسم کا کفارہ بیان کیا گیا ہے: ﴿ فَکَفَّارَتُہٗ اِطۡعَامُ عَشَرَۃِ مَسٰکِیۡنَ اَوۡ کِسۡوَتُھُمۡ اَوۡ تَحۡرِیۡرُ رَقَبَۃٍ فَمَنۡ لَّمۡ یَجِدۡ فَصِیَامُ ثَلٰثَۃِ اَیَّامٍ ذٰلِکَ کَفَّارَۃُ اَیۡمَانِکُمۡ اِذَا حَلَفۡتُمۡ ﴾ اس آیت میں کفارۃ الیمین کی تین شقیں مذکور ہیں-

1-اپنے گھر میں استعمال کھانے کا اوسط درجہ باعتبار معیار کے دس مسکینوں کو کھلانا یا ان کو کپڑے دینا-

2-ایک گردن آزاد کرنا-

3-مذکورہ صورتوں سے بے کسی وغربت کے باعث تین روزے رکھنا-

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے مسئولہ صورت میں سورۃ التحریم آیت نمبر 1-2 کی روشنی میں اس کو قسم قرار دے کر کفارۂ قسم اس پر قرار دیا ہے۔

اور کسی سائل کو جو " اَغْلَظُ الْکَفَّارَۃِ "گردن کی آزادی کا حکم دیا ہے یہ اس کی حیثیت کو دیکھ کر فتویٰ دیا ہے جیسا کہ شیخ الاسلام امام ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: وَکَانَّہُ اَشَارَ عَلَیْہِ بِالرَّقَبَۃِ لِأنَّہُ عَرِفَ أنَّہُ مُوسِرٌ فَارَادَ اَنْ یُّکَفِّرَ بِالْاَغْلَظِ مِنْ کُفَّارَۃِ الْیَمِیْنِ لا أنَّہُ تَعَیَّنَ عَلَیْہِ عِتْقُ الرَّقَبَۃِ -اھ (فتح الباری 288/9)

قسم کے کفارہ کی بابت اپنی حیثیت کو دیکھ کر عملِ کفارہ کو اختیار کرنا چاہئے۔

مسئولہ صورت میں شوہر کی نیت اگر طلاق کی ہے تو یہ دوسری طلاق ہوگی دورانِ عدت رجوع کر سکتا ہے۔ اور اس کے بعد اس شوہر کو صرف ایک طلاق کا اختیار باقی رہ جائے گا' زندگی میں اگر یہ بھی ختم کر بیٹھا تو پھر یہ عورت اس پر ابدی طور پر حرام ہو جائے گی۔

اگر مرد کا ان الفاظ کی ادائیگی سے مقصد طلاق نہیں تو پھر اس کو اپنی حیثیت دیکھ کر کفارۂ قسم دینا ہو گا۔

وصلى الله تعالىٰ على نبينا محمد و على آله و صحبه وسلم-

هذا ما عند نا و الله أعلم بالصو اب

كتبه بيده: محمد أفضل خليل أحمد الأثرى

17 جمادی الاولی 1423ھ-28/7/200

بریلوی مکتبِ فکر کے مشہور عالم پیر محمد کرم شاہ الازہری سابق چیئرمین رؤیت ہلال کمیٹی سابق جسٹس آف فیڈرل شریعہ کورٹ پاکستان کا مروجہ حلالہ اور ایک وقت کی تین طلاق کے ایک ہونے پر حق وانصاف پر مبنی درمندانہ فیصلہ

لیکن ایک خلجان ابھی تک موجود ہے۔ جس کا ازالہ ازحد اہم ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب طلاق ثلاث ایک طلاق شمار کی جاتی تھی توالناطق بالصدق والصواب الفاروق بین الحق والباطل حضرت امیر المؤمنین سیدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اس کے برعکس حکم کیوں دیا۔

تواس کے متعلق گذارش یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ ملاحظہ فرمایا کہ لوگ طلاق ثلاث کی حرمت کو جانتے ہوئے اب اس کے عادی ہوتے چلے جارہے ہیں۔ تو آپ کی سیاستِ حکیمانہ نے ان کو اس امرحرام سے بازرکھنے کے لیے بطور سزا حرمت کا حکم صادر فرمایا۔ اور خلیفہء وقت کو اجازت ہے۔ کہ جس وقت وہ دیکھے کہ لوگ اللہ کی دی ہوئی سہولتوں اور رخصتوں کی قدر نہیں کررہے اور ان سے استفادہ کرنے سے رک گئے ہیں۔ اور اپنے لیے عسر وشدت پسند کررہے ہیں۔ تو بطور تعزیر انہیں ان رخصتوں اور سہولتوں سے محروم کرنے کے بعد وہ اس سے باز آجائیں۔

حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے یہ حکم نافذ کرتے ہوئے یہ نہیں فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یوں ارشاد گرامی ہے۔ بلکہ کہا: فَلَوْ اَنَّا اَمْضَيْنَاهُ عَلَيْهِمْ (کاش ہم اسکو ان پر جاری کردیں)۔

ان الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ یہ آپکی رائے تھی اور امت کو اس فعل حرام سے باز رکھنے کے لیے یہ تعزیری قدم اٹھایا گیا تھا۔ اس تعزیری حکم کو صحابہ کرام نے پسند فرمایا اور اسی کے مطابق فتویٰ دیئے۔

لیکن حدود کے علاوہ تعزیرات اور سزائیں زمانہ کے بدلنے سے بدل جایا کرتی ہیں اگر کسی وقت کوئی مقررہ تعزیر سے بجائے فائدہ کے الٹا نقصان ہو۔ اور مصلحت کی جگہ فساد رونپذیر ہونے لگے۔ تو اس وقت اس تعزیر کا بدلنا ازحد ضروری ہوجاتا ہے۔

غیر شادی شدہ زانی کی حد کا ذکر تو قرآن حکیم میں موجود ہے۔ کہ اسے "سو 100 دُرّے لگائے

جائیں-لیکن حدیث میں ہے-مِائَةُ جَلْدَةٍ وَ تَغْرِیبُ عَامٍ یعنی "سو دُرّے لگائے جائیں اور ایک سال جلاوطن کر دیا جائے-" جب چند آدمیوں کو جلاوطن کیا گیا تو وہ کفار کی صحبت سے متأثر ہو کر مرتد ہو گئے- اور علماء احناف نے یہ کہہ کر جلاوطن کی سزا کو ساقط کر دیا- کہ یہ تعزیر ہے اور اب اس سے بجائے اصلاح کے ارتداد کا دروازہ کھل گیا ہے- اس لیے اب یہ تعزیر ساقط کرنی ضروری ہے-

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اس تعزیر کو آج باقی رکھنے سے جو مفاسد اسلامی معاشرہ میں رونما ہو رہے ہیں کون سی آنکھ ہے جو اشکبار نہیں اور کونسا دل ہے جو دردمند نہیں-

لوگوں میں شرعی احکام کے علم کا فقدان ہے- انہیں یہ پتہ ہی نہیں کہ تین طلاقیں ایک ساتھ دینا کتنا بڑا جرم ہے- اور یہ تلعب بکتاب اللہ کے مرادف ہے- وہ غیظ و غضب کی حالت میں منہ سے بک جاتے ہیں- انہیں تب ہوش آتا ہے- جب انہیں بتایا جاتا ہے- کہ انہوں نے ایک جنبش لب سے اپنے گھر کو برباد کر دیا- اس کی رفیقہء حیات اور اس کے ننھے بچوں کی ماں اس پر قطعی حرام ہو گئی اس کی نظروں میں دُنیا تاریک ہو جاتی ہے- یہ ناگہانی مصیبت اس کے لیے ناقابلِ برداشت ہوتی ہے-

پھر وہ علماء صاحبان کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں- جو باستثناء چند حضرات بڑی معصومیت سے انہیں حلالہ کا دروازہ دکھاتے ہیں- اس وقت انہیں اپنے غیور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث فراموش ہو جاتی ہے لَعَنَ اللّٰہُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَہٗ- "حلالہ کرنے والے پر بھی اللہ کی لعنت اور جس (بے غیرت) کے لیے حلالہ کیا جائے اس پر بھی اللہ کی لعنت"- اس سلسلے میں ایک اور حدیث سن لیں- اس کا ترجمہ حلالہ کی اجازت دینے والے علماء خود کر لیں- (عوام کی تفہیم کے لئے ترجمہ بھی دیا جا رہا ہے- ناشر)

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِالتَّیْسِ الْمُسْتَعَارِ قَالُوْا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ ھُوَ الْمُحَلِّلُ لَعَنَ اللّٰہُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَہٗ- (رواہ ابن ماجہ)

(کیا میں تمھیں کرائے کے سانڈ کی خبر نہ دوں؟ ہم نے کہا ضرور اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا وہ حلالہ کرنے والا ہے اللہ کی لعنت ہو حلالہ کرنیوالے پر بھی اور اس پر بھی جس کیلئے حلالہ کیا جائے)

ان علماء ذی شان کے بتائے ہوئے حل کو اگر کوئی بدنصیب قبول کر لیتا ہوگا-تو اسلام اپنے کرم فرماؤں کی ستم ظریفی پر چیخ اٹھتا ہوگا- اور دین سبز گنبد کے مکیں کی دہائی دیتا ہوگا-

اب حالات دن بدن بدتر ہو رہے ہیں- جب بعض طبیعتیں اس غیر اسلامی اور غیر انسانی حل کو قبول نہیں کرتیں اور اپنے گوشہء عافیت کی ویرانی بھی ان سے دیکھی نہیں جاتی تو وہ پریشان اور سراسیمہ ہو کر ہر دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں- اس وقت باطل اور گمراہ فرقے اپنا آہنی پنجہ ان کی طرف بڑھاتے ہیں- اور انہیں دام تزویر میں بھی پھنسا لیتے ہیں- اس کی بیوی تو اسے مل جاتی ہے لیکن دولتِ ایمان لوٹ لی جاتی ہے- میرے یہ چشم دید واقعات ہیں کہ کنبے کے کنبے مرزائی اور رافضی ہو گئے- جب حالات کی سنگینی کا یہ عالم ہو- جب یہ تعزیر بے غیرتی کی محرک ہو بلکہ اس کی موجودگی سے ارتداد کا دروازہ کھل گیا ہو ان حالات میں کیا علماء اسلام کا یہ فرض نہیں کہ امت مصطفٰے علیہ التحیّۃ و الثناء پر دَرِ رحمت کشادہ کریں- اسی قسم کے حالات سے مجبور ہو کر حکومت مصر نے علماء کی ایک کمیٹی تشکیل کی جس کے ارکان مندرجہ ذیل حضرات مقرر ہوئے-

صدر.....الاستاذ الأکبر شیخ الجامع الازهر

ارکان.....(**1**)رئیس المحکمة العلیاء الشرعیه(**2**)شیخ المالکیه

(**3**)مفتی الدیار المصریه(**4**)نائب السادة المالکیه(**5**)ان کے علاوہ دیگر علماءِ کرام اور ان کے مشورہ اور تحقیق کے مطابق احوال شخصیہ کے قوانین میں مناسب اصلاحات کر کے **1920**ء میں قانون نمبر **25** شائع کیا گیا- یہ سلسلہ تحقیق جاری رہا- اس کے بعد **1929**ء میں ایک دوسرا قانون نمبر **25** منظور ہوا جس میں طلاق کے احکام میں مناسب تبدیلیاں کی گئیں- جسے علماءِ مصر

نے منظور کیا شرعی عدالتوں میں اب اسی قانون کے مطابق عمل ہو رہا ہے- اور جامع ازہر کے کلیۃ الشریعۃ کے درجہ تخصص القضاء میں داخل نصاب ہے- اس قانون کی دفعہ 3 یہ ہے:

"الطلاق المقترن بعدد لفظا واشارة لا يقع الا واحدة"

(الدليل المرشد فى القوانين والأوامر للمحاكمة الشرعية ص:383)

ابھی ایک سوال جواب طلب باقی ہے وہ یہ کہ کیا حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہوتے ہوئے اصول شریعت ہمیں اجازت دیتے ہیں- کہ ان ناگزیر مجبوریوں میں ہم کسی دوسرے امام کے قول پر عمل کریں؟

اصول فقہ کی کتابوں کے مطالعہ کے بعد علی وجہ البصیرت کہا جاسکتا ہے کہ ایسا ہوسکتا ہے علامہ محقق کمال بن ہمام الحنفی اپنی کتاب التحریر اور امیر الحاج التحریر کی شرح التقریر والتحبیر میں تحریر فرماتے ہیں-

فلو التزم مذهبا (كأبى حنيفة والشافعى) فهل يلزمه الاستمرار عليه فلا يعدل عنه فى مسئلة من المسائل (فقيل يلزم) لأنه بالتزامه يصير ملزمابه كمالو التزم مذهبه فى حكم حادثة معينة ولأنه اعتقد أن المذهب الذى انتسب إليه هو الحق فعليه الوفاء بموجب اعتقاده (وقيل لا) يلزم وهوا لأصح- (التقرير والتحبير على التحرير ج :3، ص:350)

اب کتب فقہ پر غور فرمایئے وہاں آپ کو تصریحات ملیں گی- کہ بوقت شدید ضرورت دوسرے ائمہ کے اقوال کے مطابق فقہاء احناف نے فتوے دیئے ہیں- چند مثالیں ملاحظہ ہوں-

علامہ شامی زوجہ مفقود الخبر کے متعلق لکھتے ہیں- قال القهستانى لو أفتى بقول مالك فى موضع الضرورة لابأس به على ما أظن- وقلت نظيرهذه المسئلة عدة ممتدة الطهر التى بلغت برؤية الدم ثلثة أيام ثم امتد طهرها فإنها تبقى فى العدة إلى أن تحيض ثلاث حيض وعند مالك تنقضى عدتها بتسعة أشهر وقد قال فى البزازية الفتوىٰ فى زماننا على قول مالك (شامى ج:3ص:362) اسی طرح طحطاوی میں مذکور ہے-

فتاویٰ مولانا عبدالحیٔ سے بھی دو مثالیں سن لیجئے-

سوال:۔ زید نے اپنی عورت سے غصہ کی حالت میں کہا: میں نے طلاق دی۔ میں نے طلاق دی۔ میں نے طلاق دی۔ اس تین بار کہنے سے تین طلاقیں واقع ہوں گی یا نہیں اور اگر حنفی مذہب میں واقع ہوں اور شافعی مذہب میں نہ ہوں۔ تو حنفی کو شافعی مذہب پر اس خاص صورت میں عمل کرنے کی اجازت دی جائے گی یا نہیں؟

جواب:۔ اس صورت میں حنفیہ کے نزدیک تین طلاقیں واقع ہوں گی۔ مگر بوقت ضرورت کہ اس عورت کا علیحدہ ہونا اس سے دشوار ہو۔ اور احتمال مفاسد زائدہ کا ہو۔ اگر تقلید کسی امام کی کرے گا تو کچھ مضائقہ نہ ہوگا۔ اس کی نظیر مسئلہ نکاح زوجہ مفقود عدت ممتدة الطہر موجود ہے کہ حنفیہ عند الضرورت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول پر عمل کرنے کو درست رکھتے ہیں۔ چنانچہ رد المحتار میں مفصلاً مذکور ہے لیکن اولیٰ یہ ہے کہ وہ شخص کسی شافعی عالم سے پوچھ کے اس کے فتویٰ پر عمل کرے۔ واللہ اعلم۔

(حررہ الراجی عفو ربہ القوی محمد عبد الحی۔ مجموعة الفتاویٰ اُردو ج:2، ص:68)

دوسری مثال: سوال:۔ زید کو عمرو دھوکہ دے کر اپنے گھر کے اندر لے گیا اور چند آدمیوں کو بلا کر زید سے اس کی بیوی کو جبراً تین طلاقیں دلوائیں چونکہ زید اور اس کی بی بی میں محبت بہت ہے۔ اب جدائی از حد شاق ہے لہٰذا بضرورت بہ تقلید مذہب شافعی نکاح جائز ہے یا نہیں۔

جواب:۔ ضرورت شدیدہ کے وقت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب کی تقلید درست ہے۔

(مجموعۃ الفتاویٰ ص:230، ج:3)

ایک اور مثال ملاحظہ فرمایئے۔

إن المتأخرين أفتوا بتحليف الشهود إقامة له موقع التزكية على مذهب ابن أبی لیلی۔

مسئلہ کے سارے پہلو آپ کے سامنے ہیں۔ اس کی عقلی اور نقلی دلیلیں اور ان پر ہر طرح کی ردوقدح بھی آپ نے ملاحظہ فرمالی۔ اب آپ خود اس کے متعلق فیصلہ فرما سکتے ہیں۔

اس ناچیز کی ناقص رائے میں تو ان حالات میں علماء مصر اور علماء جامع ازہر کے فتویٰ کے مطابق عمل کرنا ارجح ہے۔ (ماخوذ از ''علماء کیلئے دعوتِ فکر و عمل'')

مکتبۃ السنۃ کی دیگر مطبوعات

اشاعت اسلام کا منہج سلف صالحین کے طرز پر عظیم مرکز

Designed by Fair Fan